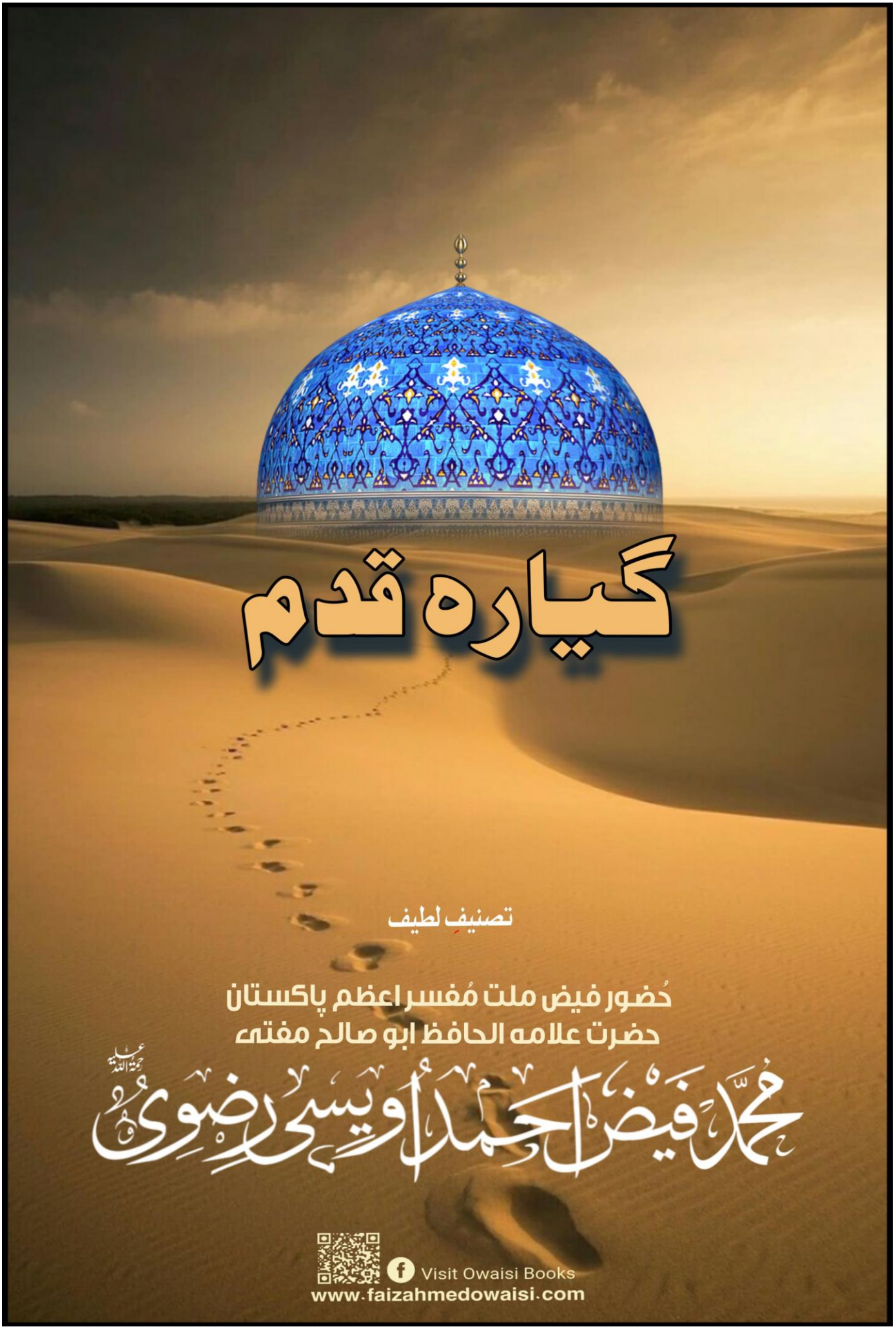
گیارہ قدم
تصنیفِ لطیف
حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ
Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

امابعد! نمازِ غوثیہ، جو صلوٰۃ الاسرار کے نام سے مشہور ہے حل المشکلات کے لئے اِکسیر (زندگی بخش چیز) کا اثر رکھتی ہے۔ اس نماز کے ہر عمل پر مخالفین کو اعتراض ہے بالخصوص گیارہ قدم چل کر بغداد کی جانب آنے جانے کو شرکِ عظیم سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقیر نے اس رسالہ میں اِن کے ہر اعتراض کا دندانِ شکن (تشفی بخش) جواب دیا ہے یہ سارا فیض ہے، امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ورنہ

"من آنم که خود دانم"[1]

وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۹ محرم ۱۴۲۳ھ

[1] "میں اپنے آپ کو بہتر جانتا ہوں۔"

ولادت: محبوبِ سُبحانی قطبِ ربانی محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جب حضرت ابو صالح کے گھر پید اہوئے[2] تو شمع نور (غوثِ اعظم) نے دنیا کو چاروں طرف روشن کر دیا جس سے دینِ مصطفی ﷺ کو رونق وبرکت اور تازگی نصیب ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ ماہِ رمضان المکرم میں پیدا ہوئے بایں وجہ آپ رضی اللہ عنہ اس ماہِ مقدس میں دن کو والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے یعنی آپ رضی اللہ عنہ پیدائشی طور پر روزہ دار تھے۔[3]

تعلیم: حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں جب تعلیم مکمل کر چکے تو عبادت وریاضت کی عادت ڈال لی[4]۔ پہلے ایک سال مدائن کے کھنڈرات میں شب وروز یادِ حق میں بَسَرْ کیا۔ پھر سالہا سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ پچیس سال کے مجاہدات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے شیخ الشیوخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ عنہ کے دست پر بیعت کی اور سُلوک (مراتبِ اولیاء) میں بہت بڑا مقام ومرتبہ حاصل کیا۔[5]

محی الدین: آپ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے پیدا ہوتے ہی خدا کے فرض روزہ کو ادا کیا پھر جب بالغ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے شریعتِ اسلامیہ پر آنے والی ظُلمات (اندھیروں) کو خوب صاف فرمایا۔ یہاں تک کہ نظامِ مصطفی ﷺ کا مکمل طور پر نفاذ ہو گیا اور دین کو حیاتِ نو (نئی زندگی) نصیب ہوئی اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو محی الدین کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو محبتِ الٰہی میں وہ کمال حاصل تھا کہ عشقِ خداوندی آپ رضی اللہ عنہ کے ہر مو سے نمودار تھا، عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ منزلِ وَحدت (ذاتِ خدا) میں مستغرق تھے کہ بس خدا ہی خدا آپ رضی اللہ عنہ کو یاد تھا اور غیر سے آپ رضی اللہ عنہ بالکل بے خبر تھے۔

دین زندہ کردیا: محبوبِ سبحانی رضی اللہ عنہ ایک غیر آباد سُنسان مقام سے گزر رہے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ رضی اللہ عنہ اخلاص ووفا اور طلبِ صادق کی لاتعداد مثالیں قائم کر کے حریمِ قدس (مقامِ روحانی) کے مَحْرَمْ، اور لامکاں کی وسعتوں کے شہباز بن چکے تھے اور خصوصی نورِ بصیرت حاصل ہونے کی وجہ سے غیر محسوس حقائق ومعانی کو محسوس صورت میں دیکھ سکتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ناتواں اور خستہ حال بوڑھا راستے میں لیٹا ہوا دیکھا اس کے چہرے پر مردنی (کمزوری) اور ویرانی چھائی ہوئی تھی مگر آپ رضی اللہ عنہ کو اس پر بے اختیار پیار آگیا۔ گویا کوئی اپنا ہی عزیز اور محبوب ہو آپ رضی اللہ عنہ اس کی بالیں (سرہانے) پر کھڑے ہو گئے۔ مسیحا کو مہربان اور سرپر کھڑا دیکھ کر جاں بلب مریض (قریب الوفات) نے آنکھیں کھول دیں۔ جیسے: اس کی جان میں جان آگئی ہو اور وہ جان گیا ہو کہ اب شفایاب اور تندرست ہونے میں کچھ دیر نہیں۔

بوڑھے نے لرزتا ہوا کمزور ہاتھ بڑھایا آپ رضی اللہ عنہ نے قوی ہاتھوں سے تھام لیا۔ بوڑھے کی رگوں میں بجلی کی سی تیز رو دوڑ گئی اور جسم میں توانائی انگڑائیاں لے کر بیدار ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے پژمردہ (غمزدہ) اور سوکھے چہرے پر نکھار آگیا۔ کمزوری اور ناتوانی جاتی رہی۔ اِضْمِحْلَالْ (کمزوری) وخستگی کافور (غائب) ہو گئی اور ضعف ونقاہت (کمزوری) کا نشان تک نہ رہا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے موجود تھا۔

---

[2])تیسیر الشاغلین ،(مترجم) ، ذکر نسب و صفات جناب غوث پاک ، 1/298 ، مطبوعہ مکتبہ قادریہ ،سن اشاعت 2011/1433

[3])(سیرت غوث الثقلین ، شب ولادت بشارت ومشاہدات ، 56/1 ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ، 1985ء)

[4])(قلائد الجواھر فی مناقب الشیخ عبد القادر ، توبۃ قطاع الطریق علی یدیہ ، 10/1 ، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی ، اولادہ بمصر ، الطبعۃ الثالثۃ ، 1375ھ/1956ء)

[5])(اخبار الاخیار ،(مترجم) ، غوث پاک کی سیرت کا بیان ، 40/1 ، مطبوعہ اکبر بک سیلرز ، اگست 2004ء)

آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بدلتی کیفیت کو محسوس کیا اور اس معجزانہ تبدیلی پر حیران رہ گئے۔ بوڑھے کی جگہ کھڑے اب جوانِ رعنا (آپ رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا۔ عبد القادر! حیران ہونے کی ضرورت نہیں میں دینِ اسلام ہوں میری حالت نہایت پتلی اور خستہ ہو چکی تھی تم نے مجھے سہارا دے کر قوت بخشی ہے مجھے زندہ کیا ہے، پیارے! تم محی الدین ہو۔[6]

دین و دنیا کا حال زار: غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نورِ بصیرت سے بہرور (بھرپور) حقیقت شناس آنکھوں نے دین کو جس مثالی صورت میں دیکھا بغداد کی عملی صورت اس کا بھیانک نمونہ تھی۔ دین کی گرفت ذہن و کردار پر ڈھیلی پڑ چکی تھی، جس کے نتیجے میں وہ تمام اخلاقی قدریں دم توڑ چکی تھیں جو اس کا لازمی حصہ ہیں۔ دولت کی فراوانی، گناہ کی لذّت اور عیش و عشرت کی رنگینی نے اعمالِ صالحہ کو ایک ثانوی حیثیت دے دی تھی، جس کا قومی اور اِنفرادی زندگی پر یہ اثر تھا کہ بدی عام تھی اور گناہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں اور نمائشی دل آویزیوں کے ساتھ آزاد و بے قید تھا۔

دورِ احیائے دین: اِن بگڑے ہوئے حالات و واقعات کی اصلاح کے لئے ایک ایسے مسیحا نفس (مددگار) کی ضرورت تھی جس کی قوت کی تگ و تاز (جدوجہد) صرف علمی موشگافیوں (باریکیوں)، فلسفیانہ توجیہوں اور فقہی نکتہ آرائیوں تک ہی محدود نہ ہو، بلکہ بصیرت و روحانیت کی حدوں کو بھی چھوتی ہو اور اس میں عشق کی سرمستی اور معرفت و آگہی کی وہ برقی رو بھی ہو جو مردہ دلوں کو زندگی بخشتی اور طاغوتی (شیطانی) طاقتوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہو۔ اس کام کے لئے مشیتِ ایزدی (تقدیرِ الٰہی) نے جنابِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو بطورِ خاص تیار کیا اور دین کی تجدید و تقویت اور ملت کے اَحیاء (زندگی) کا اعزاز عطا کرنے کے لئے ابتداء ہی سے آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت اور مُعاونت (مدد) فرمائی۔

غیبی تربیت: واقعات سے پتہ چلتا ہے قدرت نے آپ رضی اللہ عنہ کو اِس مقصد کے لئے چُن لیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو محی الدین بنانا مقصود تھا۔ یہ واقعات زمانہ طالبِ علمی سے لے کر اس دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ بغداد میں داخل ہو کر تختِ کرامت پر جلوہ فرما ہوئے اور مقابلہ میں آنے والی مادی قوتوں کو پاش پاش (جدا جدا) کر دیا۔

اِن واقعات کا تذکرہ باعثِ سعادت و بصیرت اور اس نتیجہ تک پہنچنے میں کافی مددگار ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں دستِ قدرت کا رفرما تھا۔ چنانچہ چند واقعات و شواہد پیش کئے جاتے ہیں تاکہ یقین ہو کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے احیاء کے لئے جس ہستی کو منتخب فرمایا وہ واقعی اِس لائق ہے کہ اُنہیں تسلیم کیا جائے کہ آپ ہیں محی الدین رضی اللہ عنہ۔

سچائی کی برکت: چند افراد پر مشتمل ایک مختصر سا قافلہ بغداد کی جانب عازمِ سفر (سفر کا ارادہ) ہے۔ اس قافلہ میں ایک نو عمر بچہ (کم سن) بھی اپنی والدہ کی اجازت سے طلبِ علم کے لئے جا رہا ہے جب یہ قافلہ مقام ہمدان سے آگے نکلتا ہے تو ڈاکوؤں کا ایک گروہ اس پر حملہ آور ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیتا ہے۔ ایک ڈاکو اس بچے کے قریب آکر پوچھتا ہے کہ "اے لڑکے! تیرے پاس بھی کچھ ہے۔" عام روایت کے خلاف وہ نو عمر بچہ اپنی صدری[7] میں سلے ہوئے چالیس دیناروں کا انکشاف کرتا ہے، ڈاکو اُسے مذاق سمجھتے ہوئے بغیر کسی تَعَرُّضْ (مداخلت) کے آگے بڑھ جاتا ہے لیکن جب ہر پوچھنے والے ڈاکو کو بچے کی طرف سے یہی جواب ملتا ہے تو تحقیق و صداقت کے لئے اُسے ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ ڈاکوؤں کا سردار اُس نو عمر بچے کی حق گوئی سے متاثر ہو کر استفسار (سوال) کرتا ہے کہ اے لڑکے! تو جھوٹ بول کر اپنے دینار بچا سکتا تھا لیکن تو نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس لڑکے نے بتایا کہ میری ماں نے مجھ سے ہر حالت میں سچ بولنے کا وعدہ لیا ہے چنانچہ میں نے اسی وعدے پر قائم رہنے کے لئے سچ بولا ہے اس حق گوئی کا ڈاکوؤں پر گہرا اثر ہوا۔ ڈاکو یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ ایک بچہ تو اپنی ماں کی نافرمانی نہیں کرتا لیکن ہم کس قدر بدبخت ہیں کہ مدت سے اپنے خالق و مالک کی حکم عدولی (نافرمانی)

---

[6] (سیرت غوث الثقلین، محی الدین لقب کی وجہ تسمیہ، 84/1، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، 1985ء)

[7] صدری ایک قسم کی بنیان یا بغیر آستین کے جیکٹ ہوتی ہے، جو عام طور پر قمیص کے اوپر پہنی جاتی ہے۔

میں مصروف ہیں چنانچہ وہ توبہ کرکے راہِ راست اختیار کرلیتے ہیں۔[8] وہ بچہ جس کے اعلیٰ کردار کی ایک معمولی سی جھلک نے ڈاکوؤں اور لٹیروں کی زندگی میں انقلاب برپا کرکے نہ صرف اُنہیں عذابِ الٰہی سے بچایا بلکہ سینکڑوں خاندانوں کو اَمن و سکون کی دولت سے مالا مال کیا۔ یہ وہی بچہ تھا جس کو آج دنیا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کے نام سے پہچانتی ہے۔ جن کی شخصیت کا ایک مختصر خاکہ یہ ہے کہ حصولِ علم کی خاطر آبلہ (مشکلات) پائی۔ سلامتی ایمان کے لئے نفس کشی (نفس کو مارنا) اور دنیا کی تمام لذتوں سے بے رغبتی اور اللہ عزوجل کی کبریائی کا اقرار کرنے کے لئے ہر مادی طاقت کی نفی، غریبوں اور بے کسوں کی محفل میں باپ اور بھائی سے زیادہ شفیق، مہربان، بھوکوں کو اپنے دہن کا لقمہ عطا کرنے والے، ننگوں کو اپنا پیرہن (لباس) مبارک بخش دینے والے، اُمراء (امیروں) کے دروازوں کی طرف سے پیٹھ کرلینے والے، بزمِ احباب میں صبا سخن (دلکش)، شیریں کلام، دربارِ خلافت میں شمشیرِ بے نیام۔ آپ رضی اللہ عنہ کو چونکہ قدرت نے دینِ اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کا منصبِ جلیلہ عطا کرنا تھا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا اصل مقصد تھا اسی لئے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کھیت میں ہل چلا رہے تھے کہ ہاتفِ غیب سے ندا آئی "اے عبد القادر تمہیں قدرت نے بیل ہانکنے اور ہل چلانے کے لئے پیدا نہیں کیا ہے۔" چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سنتے ہی ہل چھوڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور اس مقصد اور اسی سوچ میں آپ رضی اللہ عنہ نے گھر کی راہ لی، گھر میں دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ داخل ہوئے۔ ماں نے بیٹے کو گھبرایا ہوا دیکھ کر وجہ پوچھی تو بیٹے نے تمام واقعہ کہہ سُنایا۔[9] ماں واقعہ سننے کے بعد کچھ دیر خاموش رہی اور پھر دھیمی آواز سے کہا بیٹا! ہاتف (پوشیدہ آواز دینے والا) نے سچ کہا ہے تم کو خدا نے بیل ہانکنے اور ہل چلانے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ خدا نے تم سے کوئی بہت بڑا کام لینا ہے جسے انجام دینے کے لئے تمہیں ہر وقت تیار رہنے کی ضرورت ہے۔

تعلیمی سفر: آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعلیٰ مقصد کی تیاری (طالب علمی) کی خاطر بغداد جانے کا ارادہ کیا چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کو شروع ہی سے آپ رضی اللہ عنہ کو دینی تعلیم دلانے کا خیال تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی گئی اور یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ جیتے جی اب دوبارہ اپنے لختِ جگر سے ملاقات ناممکن ہے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا) ضعیف العمر ماں نے اپنے بیٹے کے اقلیم علم و عرفان کا سلطان بننے کی خاطر صدمۂ فرقت (جدائیگی کا صدمہ) برداشت کیا اور آپ رضی اللہ عنہ تحصیلِ علم کے لئے بغداد کی جانب روانہ ہوئے۔ چار سو میل سے زائد کا خطرناک سفر طے کرکے آپ رضی اللہ عنہ بغداد میں رونق افروز ہوئے اور ائمہ اعلام و علماءِ عظام سے استفادہ فرمانے لگے آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے قرآن کریم روایت و درایت اور قرأت سے پڑھا، پھر فقہ، اُصولِ فقہ، علم وادب اور علمِ حدیث کے لئے وقت کے ممتاز علماء کے سامنے زانوئے تلمّذ طے کیا[10]۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ میں ابو الوفا، علی بن عقیل، ابو غالب، محمد بن حسن باقلانی، ابو القاسم علی بن کرخی، ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی جیسے نامور علماء اور محدثین شامل تھے۔ (رضی اللہ عنہم)[11]

علمی مجاھدہ: تحصیلِ علوم میں آپ رضی اللہ عنہ کو سخت تکالیف کا سامنا ہوا۔ بغداد پہنچتے ہی فقر و فاقہ پیش آیا۔ والدہ کے دیئے ہوئے چالیس دینار بغداد جیسے عظیم شہر میں کب تک کفایت کرسکتے تھے انتہائی کفایت شعاری (کم خرچ) کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی جیب جلد ہی خالی ہوگئی۔ دو سال کا عرصہ اسی طرح گزر گیا حتیٰ کہ بغداد کے گرد و نواح میں سخت قحط پڑ گیا۔ لوگ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترسنے لگے۔ انہی فاقہ مستیوں اور عُسْرَتْ (تنگی) میں آپ رضی اللہ عنہ آٹھ برس تک مدرسہ نظامیہ میں علم حاصل کرتے رہے[12] اور بالآخر ایک دن ایسا آیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی گئی۔

---

[8] (بهجة الاسرار ، ذكر طريقه رضى الله عنه ، 168/1 ، مطبوعه دار الكتب العلميه ، بيروت ، الطبعة الاولى ، 1423ھ/2002ء)

[9] (سیرت غوث الثقلین ، علم دین حاصل کرنے کی طرف اشارہ ، 84/1 ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ، 1985ء)

[10] (اخبار الاخیار ، (مترجم) ، غوث پاک کی سیرت کا بیان ، 37/1 ، مطبوعہ اکبر بک سیلرز ، اگست 2004ء)

[11] (بهجة الاسرار ، ذكر علمه و تسمية بعض شيوخه رضى الله عنهم ، ج 1 ، ص 202الى 204 ، مطبوعه دار الكتب العلميه ، بيروت ، الطبعة الاولى ، 1423ھ/2002ء)

[12] (سیرت غوث الثقلین ، مجاہدات وریاضات ، 85/1 ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ ، 1985ء)

روحانی جذبہ: ظاہری علوم کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اس سوچ میں پڑ گئے کہ یہ سب تگ و دو جو میں نے کی ہے آخر کس مقصد کے لئے ہے؟ اس میں شک نہیں کہ علم نے میری رہبری کی، مجھے راستہ دکھایا، لیکن منزل کہاں ہے؟ کاش مجھے وہ تعلق باللہ نصیب ہوتا جو میرے نانا عبد اللہ صومعی کو نصیب تھا۔ مجھے وہ ذوق و شوق عطا ہوتا جو میرے والدِ محترم کو خدا نے عطا کیا تھا، مجھے وہ قربتِ الٰہی نصیب ہوتی جو میری پھوپھی کو حاصل تھی۔

آخر آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہونے کی ٹھانی چنانچہ ۱۱۰۲ھ سے ۱۱۲۷ھ تک پچیس سال کی طویل مدت ایسے ایسے مجاہدے اور ریاضتیں کیں کہ ان کا تصور کر کے ہی انسان کانپ اُٹھتا ہے۔ کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہ تھی جو آپ رضی اللہ عنہ نے اس دور میں برداشت نہ کی ہو۔[13] پچیس سال کے سخت اور ہولناک مجاہدات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے شیخ الشیوخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

مسندِ ارشاد: علومِ ظاہری اور باطنی نیز مجاہدات و ریاضات سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مسندِ ارشاد و اصلاح پر مُتَمَکِّنْ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے بڑے بڑے فُصحاء و بُلغاء عُلماء کی زبانیں گُنگ(بے زبان) ہوتی تھیں۔ عوام الناس کے علاوہ اس دور کے مشائخ بھی وعظ میں بالالتزام شریک ہوتے تھے۔ بعض اُوقات وعظ میں شانِ جلالت بھی پیدا ہو جاتی تھی جس پر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے "لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے"۔

طالبِ علمی کے دور کا ایک اور واقعہ: غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "طالبِ علمی کا دور بڑا ہوش ربا اور سنگین تھا، بڑی عُسْرَتْ(مشکل) اور تنگ دستی کی حالت میں دن گزرتے تھے، بعض اُوقات لگاتار فاقے آتے، کھانے کے لئے کچھ بھی نہ ملتا مگر اس حالت میں بھی اِستقلال(ہمیشگی) کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔ میں ہر تکلیف اور پریشانی کو بڑے صبر کے ساتھ سہارتا، اور یہ تصور کر کے کہ ان حالات کے پیچھے قدرت کا ہاتھ ہے، زبان سے کچھ نہ کہتا۔"

ایک دفعہ لگاتار فاقے آئے، پھر قدرت نے خود قوتِ لایموت(خوراک) کا انتظام فرمایا۔ مگر ساتھ ہی میرے لئے ایک روحانی درس کا بھی انتظام کر دیا۔ ہوا یوں کہ حلوہ پوری کہیں سے اچانک میسر آگئی چونکہ سخت بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے لے کر مسجد میں آگیا اور محراب میں بیٹھ کر اسے سامنے رکھ لیا۔ ابھی کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک غیبی تحریر نمودار ہوئی عبارت یہ تھی۔

"پہلی کتابوں میں بتایا گیا ہے خدا کے شیر لذتوں کے تابع نہیں ہوتے، وہ شکم پرستی اور خواہشوں کی پیروی نہیں کرتے، انہیں عارضی لذتوں اور زبان کے چٹخاروں کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہوتا۔"

جب میں نے یہ غیبی تنبیہ آنکھوں سے دیکھی تو فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ کھانا وہیں چھوڑا اور دو نفل پڑھ کر واپس آگیا۔

بعض اُوقات اچانک غیبی امداد سے بڑی تسلی اور تسکین نصیب ہوتی تھی اور فقر و فاقہ کے باوجود کسی قسم کی بے چینی اور پریشانی محسوس نہیں ہوتی تھی۔[14]

تنگ دستی کے اسی زمانے میں غیبی اشارہ ہوا کہ دکان سے روٹی لے لیا کرو، اُجرت کی ادائیگی کا انتظام ہم کر دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کافی عرصہ بعد حکم ہوا فلاں جگہ سونے کی ڈلی[15] ہے وہ اُٹھا کر اُجرت کے طور پر دوکاندار کو دے دو۔ میں نے ڈلی وہاں پائی اور دوکاندار کو دے دی۔[16]

---

[13] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، توبة قطاع الطریق علی یدیه، 10/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[14] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، توبة قطاع الطریق علی یدیه، 10/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[15] آپ کے جملے میں "ڈلی" کا مطلب "سونا" یا "سونے کا ٹکڑا" ہو سکتا ہے۔ اس سیاق و سباق میں، "ڈلی" سونے کا کوئی ٹکڑا یا گولہ ہو سکتا ہے۔

[16] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، اقامته فی الصحاری والخراب، 12/1، مطبوعه المصطفی البانی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

قدرتِ کاملہ اپنے محبوب بندے کے لئے سونے چاندی کے ڈھیر لگاسکتی تھی مگر یہ تربیت اور تزکیہ (پاکیزگی نفس) کا دور تھا۔اسی لئے ایسی سہولتیں آپ رضی اللہ عنہ کے لئے بالکل مہیانہ کی گئیں بلکہ اگر کم عمری اور نادانستگی کی وجہ سے آپ کی طبیعت ادھر مائل ہوتی تو فوراًشان کے خلاف اقدام سے روک دیاجاتااور آپ رضی اللہ عنہ پھر منزلِ مقصود کی طرف لوٹ آتے۔

چنانچہ ایک دفعہ طلباء نے آپس میں طے کیا کہ "بعقوبا"[17] جاکر وہاں کے متمول (مالدار) زمینداروں سے گندم لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی آمادہ ہوگئے مگر راستے میں ایک شخص ملااس نے پاس بلاکر کہا"صاحبزادے!جو طالبِ حق اور نیک بخت ہوں وہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کرتے، تمہاری یہ شان نہیں کہ کسی سے مانگو۔" یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ فوراًواپس تشریف لے آئے اور پھر کبھی کسی سے سوال نہ کیا۔[18]

ریاضت و مجاھدہ: فراغت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ محبتِ الٰہی کی لگن میں بیابانوں کے لئے،پہلے دور میں عشق کی چنگاری سُلگ رہی تھی وہ شعلہ جوالہ بن گئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے ہر چیز کو خیر باد کہہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مستقبل قریب میں جو کام انجام دینا تھااس کا بھی یہی تقاضا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کشف ووِجدان کی نزاکتوں سے آگاہ اور باطنی قوتوں سے آراستہ ہو کر میدان میں آئیں تاکہ جن طاغوتی (شیطانی) طاقتوں سے نپٹنا ہے اُن کے مقابلہ کے وقت دُشواری پیش نہ آئے اور آپ رضی اللہ عنہ سب کو چت (زیر) کر سکیں۔ غیر مرئی (نہ نظر آنے والے)، شیطانی اور ابلیسی قوتوں نے بھی جب آپ رضی اللہ عنہ کا ذوق وشوق اور روحانی ترقی کی رفتار کا یہ عالم دیکھاتو وہ بھنا اُٹھیں انہیں مستقبلِ قریب میں اپنی موت کا منظر صاف نظر آنے لگا۔ انہیں یہ سوچنے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ جو شخص آج بیابانوں میں اس لگن کے ساتھ مصروفِ عمل ہے وہ ان کے لئے پیغامِ موت ہے۔ بدی کی جن قوتوں کو اُنہوں نے رواج دیاہے اور عوام میں جن قباحتوں کو جنم دیاہے یہ ان کا مٹانے والا ہے اور اگر یہ اسی طرح سرگرمِ عمل رہاتو بہت جلد دین کی بالادستی اور فوقیت حاصل ہو جائے گی۔اس لئے ابھی سے اس کا ناطقہ بند کر دیناچاہیے۔ تاکہ کل یہ ہمارا ناطقہ بند کرسکنے کے قابل نہ ہو سکے اور دین کے جسدِ ناتواں میں حیاتِ تازہ پھونکنے کی صلاحیت واہلیت حاصل نہ کر سکے۔

چنانچہ اِن غیر مرئی (نہ نظر آنے والے) طاقتوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے زبردست خطرہ کے پیشِ نظر محسوس اور مرئی (ظاہری) صورت میں آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آکر مقابلہ کرنے کی ضرورت محسوس کی اور آپ رضی اللہ عنہ کو تنگ کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ پریشان ہو کر آپ رضی اللہ عنہ یہ میدان چھوڑ دیں اور ہمت ہار کر پیچھے ہٹ جائیں اور دین کی وہ قدریں اسی طرح پامال ہوتی رہیں جو انسانیت کا زیور اور روحانیت کی معراج ہیں۔

(1) حضرت محبوبِ سبحانی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دورِ اُفق (آسمان کے اوپر) پر نور کا ایک تخت بچھا ہوا دیکھا جس سے روپہلی روشنی پھوٹ رہی تھی وہ تخت نزدیک آتا گیااور پھر اس سے آواز آئی "عبد القادر! میں تیرا خدا ہوں تونے بندگی کا حق ادا کر دیا، میں تم سے بہت خوش ہوں اور حرام چیزیں تمہارے لئے حلال کرتا ہوں۔ مزید تمہیں کسی عبادت کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ تم نے مجھے راضی کر لیا۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے فوراًلاحول پڑھی۔ دفعتہ ایک چیخ بلند ہوئی اور چاروں طرف تاریکی چھاگئی ابلیس ہاتھ ملتا ہوا آیا کہ عبد القادر! تم اپنے علم کی وجہ سے بچ گئے ہو ورنہ میں نے بڑوں بڑوں پر یہ حربہ آزمایاہے اور انہیں سرِ میدان پچھاڑا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے برجستہ فرمایا"ظالم!تو دوسرا وار کر رہاہے میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے رب کے فضل سے محفوظ رہا ہوں،دور ہو جا۔"[19]

---

[17]) بعقوبا عراق کا ایک شہر ہے جو دیالی صوبے کا صدر مقام ہے۔ یہ شہر بغداد کے شمال مشرق میں واقع ہے اور اپنی تاریخی اہمیت کے ساتھ ساتھ ایک زرعی مرکز بھی ہے۔

[18]) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، اقامته فی الصحاری والخراب، 12/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[19]) (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، تعرض الشیطان له، 20/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

(2) مستقبل قریب میں رونما ہونے والے عظیم انقلاب کو ناکام بنانے کے لئے جہاں طاغوتی اور ابلیسی طاقتیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے راستے میں کانٹے بکھیر رہی تھیں وہاں کچھ محبوب اور مُرَبِّی احباب اس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کو سخت تربیتی مراحل سے گزارتے تھے۔ یہ نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو کوہِ حلم و وقار اور مستقل مزاج بنانے کے لئے ضروری تھا تاکہ ہر تجربہ کی بھٹی سے آپ رضی اللہ عنہ کُندن بن کر نکلیں اور جامع اوصاف شخصیت کے رُوپ میں سامنے آئیں۔

چنانچہ حضرتِ حماد رضی اللہ عنہ کی حوصلہ شکن، سرد مہری ڈانٹ ڈپٹ اس سلسلہ کی نمایاں کڑی ہے۔ وہ سب کے سامنے جھڑکتے کہ اب تک کہاں تھے، تمہارے لئے ہم نے کھانا نہیں رکھا، فقیہہ اعظم فقیہوں کے پاس جاؤ ہم سے کیا لینا ہے وغیرہ وغیرہ۔ طالبِ علموں نے جب استاذ کا یہ سلوک دیکھا تو اُنہوں نے بھی پَر پُرزے نکالے اور آپ رضی اللہ عنہ کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔ حضرت حماد رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُنہیں فرمایا "نالائقو! تم کیا جانو عبد القادر کیا چیز ہے؟ میں تو اس باطنی تربیت کے لئے یہ سلوک کرتا ہوں کیونکہ یہ اس کی ریاضت کا زمانہ ہے وگرنہ مستقبل میں یہ آفتاب بن کر چمکے گا اور تمام چراغ اس کی تابانی کے سامنے ماند پڑ جائیں گے، تم اس کی عظمت کو کیا جانو۔"[20]

ان تمام حالات وواقعات، ربانی تائیدات اور دستگیریوں سے پتہ چلتا ہے کہ قدرت نے آپ رضی اللہ عنہ کو احیائے دین اور اصلاحِ احوال کے لئے بطورِ خاص تیار کیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ عملی میدان میں تشریف لائے تو باطل کے اندھیرے شیطان کے داؤ اور گناہ کے جال سب تار تار ہو گئے۔

تجدید واحیائے دین: جب آپ رضی اللہ عنہ نے علم و عرفان اور تقویٰ و معرفت کی تمام منازل طے کر لیں اور اعلیٰ پیمانے پر ارشاد و اصلاح کا منصب سنبھالنے کے قابل ہو گئے اور اس کمال کو چھو لیا جس کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کو تیار کیا جا رہا تھا تو ربانی اشارہ (اشارہ باری تعالیٰ) ہوا بغداد جاؤ اور مخلوقِ خدا کو صراطِ مستقیم دکھاؤ جو بھٹک کر ناپسندیدہ راہوں پر ٹھوکریں کھا رہی ہے اور خدا اور رسول سے اپنا رشتہ توڑ چکی ہے۔ یہ حکم پا کر آپ رضی اللہ عنہ بغداد کی طرف روانہ ہو گئے، جب ایک ہادی اور رہنما کی حیثیت سے آپ رضی اللہ عنہ نے عوام کے افعال و مشاغل کا جائزہ لیا اور ہر طرف فِسق و فُجور، خود غرضی اور ہوس رانی کے سیاہ سائے حرکت ہوئے دیکھے تو اُکتا گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نفیس و جمیل دل ماحول کی گندگی سے گھبرا گیا اُسی وقت قرآن پاک بغل میں دبایا اور انہی بیابانوں کو دوبارہ رونق بخشنے کا ارادہ فرمایا جہاں سے تشریف لائے تھے۔ مگر اسی لمحہ حکم ہوا عبد القادر! یہیں رہ کر مخلوقِ خدا کو ہدایت کا سبق پڑھاؤ اور برکات سے سنبھالا دو۔ عرض کی مجھے اس ماحول سے گھن آتی ہے اپنے دین کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تسلی دی گئی کہ دین کے محافظ ہم ہیں اس لئے بے خطر اپنا کام شروع کرو۔ چنانچہ تسلی پا کر آپ رضی اللہ عنہ نے بغداد میں قیام فرمایا۔[21]

دین کی تجدید اور احیاء کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے والے عموماً عیش و عشرت کے دلدادہ، دولتمند اُمراء حکمران یا غلط فکر و نظر والے لوگ ہوتے ہیں جو ذہنی کجروی (غلط نظر و فکر) اور غلط اندیشی کی وجہ سے ناصواب (حق) کو صواب (حق) سمجھ کر دین کا کام کرنے والے کے لئے مشکلیں ڈھونڈتے اور پریشانی کے اسباب تلاش کرتے ہیں اور اسے دل جمعی سے اپنے فرائض سرانجام نہیں دینے دیتے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا لیکن "الاستقامة خير من الف الكرامته"[22] مشہور مقولہ ہے۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ پر سو فیصد صادق آتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرعونانِ دور کی پرواہ کئے بغیر وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ اپنی زندگی میں ہی ایک کونہ سے دوسرے کونے تک اسلام کا نام روشن فرمایا اسی لئے آپ کا لقب "محی الدین" بھی ہے اور آج جو ہمارے ہاں اسلام کی رونقیں ہیں یہ صدقہ ہے پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کا۔

---

[20] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، اقامته فی الصحاری والخراب، 12/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[21] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، اقامته فی الصحاری والخراب، 12/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، اولاده بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[22] استقامت اپنے ہزار کرامتوں سے بہتر ہے۔

اُولیاء ومشائخ کی عقیدت: "اقطابِ جہاں درپیش درت افتادہ چوپیش شاہ گدا"[23]

ترجمہ: جملہ جہان کے اَقطاب تیرے دربار میں گداؤں کی طرح پڑے ہیں۔

محبوبِ سبحانی غوثِ اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے بے حد حساب اور بے شمار ظاہری وباطنی نعمتوں سے نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ "ابنع علیکم نعمه ظاهرة وباطنته"[24] کے مِصداق اور بذاتِ خود ایک جہاں ہیں۔

غوثِ اعظم درمیانِ اُولیاء چوں محمدﷺ درمیان انبیاء[25]

ترجمہ: غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اُولیاء کے درمیان ایسے ہیں جیسے حضور اجملہ انبیاء علیہ السلام کے درمیان۔

غوث الثقلین مُغیث الکونین حضرت شاہِ جیلانی کی جلالتِ شان کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تمام سَلاسِل کے مشائخ کرام اور اُولیاء اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی مدح کی ہے۔

(1) خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

یا غوثِ معظم نورِبدی مختارِ نبی مختارِ خدا سلطانِ دو عالم قطبِ علیٰ حیراں زجلالت ارض وسما

دربزمِ نبی عالی شانی ستارِعیوب مریدانی درملکِ ولات سلطانی اے منبع فضل و جود و سخا

چوں پائے نبی شدئے پامرت تاج بمه عالم شد قدمت اقطابِ جہاں درپیش درت افتادہ چوپیشِ شاہ گدا[26]

(2) شہنشاہِ نقشبند حضرت خواجہ سیّد بہاؤالدین نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی مدح میں یوں رطب اللسان ہیں۔

بادشاہِ ہردو عالم شیخ عبدالقادر است سرور اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است

آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم نورِقلب ازنورِاعظم شاہ عبدالقادر است[27]

(3) شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہر وردی رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ میں اس طرح گلہائے عقیدت پیش کرتے ہیں:

"شیخ عبد القادر جیلانی بادشاہِ طریق اور تمام عالمِ وجود میں صاحبِ تَصَرُّفْ تھے۔ کرامات اور خوارقِ عادات میں اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو یدِ طولیٰ عطا فرمایا تھا۔"[28]

قُدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہمعات میں آپ رضی اللہ عنہ کی توصیف اس طرح بیان فرماتے ہیں:

"غوثِ اعظم اُویسی رضی اللہ عنہ اُولیاءِ عظام میں سے راہِ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل واکمل طور پر نسبتِ اُویسیہ کی طرف رجوع کرکے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آں جناب اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔[29] نیز تفہیماتِ الٰہیہ جلد دوئم میں لکھتے ہیں کہ حضرت موصوف قدس سرہ' کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اور ان میں وہ وجود مُنعکس ہوگیا ہے جو تمام عالم میں جاری وساری ہے۔

---

[23] (سیرت غوث الثقلین، مشائخ کا بارگاہ غوثیت میں ہدیہ عقیدت، 11/1، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، 1985ء)

[24] اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کردی ہیں۔

[25] (سیرت غوث الثقلین، مشائخ کا بارگاہ غوثیت میں ہدیہ عقیدت، 11/1، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، 1985ء)

[26] (تذکرہ قادریہ، مشائخ کا ہدیہ عقیدت، حصہ اول، 57/1، مطبوعہ کوئٹہ، اشاعت اول)

[27] (سیرت غوث الثقلین، مشائخ کا بارگاہ غوثیت میں ہدیہ عقیدت، 12/1، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، 1985ء)

[28] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، مناقب المشائخ اثنو اعلیه، 112/1، مطبوعہ المصطفی البابی حلبی، اولادہ بمصر، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[29] (نَہَعَات از شاہ ولی اللہ، مترجم بنام قطرات، 45/1، مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورا، سن اشاعت 1320ھ)

محققِ اعظم عارف باللہ محدثِ اَجل حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت اس طرح بیان کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے غوثِ اعظم کو قطبیتِ کُبریٰ اور ولایتِ عُظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک میں آپ رضی اللہ عنہ کے کمال و جلال کا شُہرہ تھا۔"[30]

مجدد الف ثانی اور غوثِ جیلانی رضی اللہ عنہما: امامِ ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عُلوِ شان (بلندی شان) بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کی تصنیف مبدا و معاد کے صفحہ نمبر ۱۱ پر تحریر ہے کہ اس مقام تک پہنچ جانے کے بعد جو اقطاب کا مقام کہلاتا ہے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے قطبیتِ ارشاد کی خلعت عطا فرمائی اور اس منصب پر سرفراز فرمایا اس کے بعد عنایتِ خداوندی نے اس مقام سے مزید بلندی کی طرف متوجہ فرمایا چنانچہ ایک مرتبہ اصل ظلِ آمیز تک رسائی حاصل ہوئی اور اس مقام میں بھی گزشتہ مقامات کی طرح فنا اور بقا نصیب ہوئی اور پھر وہاں سے اصل کے مقام تک ترقی عطا فرمائی گئی اور مقامِ اَصل الاصل تک پہنچایا گیا۔ اِس آخری عروج میں جو کہ مقاماتِ اصل کا عروج ہے حضرت غوثِ اعظم قدس سرہٗ کی روحانیت کی امداد حاصل رہی اور اُن کی قوت، نصرت نے اِن تمام مقامات سے گزر کر "اصل الاصل" کے مقام تک واصل کر دیا۔[31]

خانوادۂ حضرت سید ابو الفرع سید محمد فاضل الدین قادری رضی اللہ عنہ کے چشم و چراغ صاحبِ الفضیلہ علامہ محترم حضرت سید بدر محی الدین قادری مدظلہ 'زیب سجادہ دربارِ فاضلیہ قادریہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم فرواَفحم ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ مدار الفیوض، علم و حکمت کے دروازے والے، ضیاء الامر، آرزو مندوں کے اشتیاق اور اُمیدواروں پر عنایت و کرم فرمانے والے، دین کو کسوتِ احیاء پہنانے والے اور جس کسی نے ان سے روشنی طلب کی ان کے لئے نورِ عالم تاب ثابت ہونے والے، تبلیغِ اسلام کے اُفق پر ستارے روشن کرنے والے وہ ستارے جو لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہوئے اور سلسلۂ طریقت کے اُفق کے لئے آفتاب و ماہتاب بنتے ہیں۔

ولیوں اور قطبوں کا یہ سورج ہر وقت چمکتا رہتا ہے اور اس سورج کی کبھی گہن نہیں لگتا جیسا کہ آنجناب نے فرمایا:

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علیٰ افق العلٰی لا تغرب

ترجمہ: پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے اُفق پر جلوہ تاب رہے گا۔[32]

ماحصل، (خلاصہ) یہ ہے کہ جب تک زمانہ موجود ہے آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قُطْبُ الْاَقْطَابْ ہیں۔

انتباہ: ایک گروہ اب یہ کہہ رہا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ صرف اپنے زمانہ میں غوث تھے اور بس ان کی تردید میں متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں ان میں ایک تصنیف فقیر اُویسی غفرلہٗ کی بھی ہے "تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبد القادر"

امام حسن عسکری کی بشارت: خانوادۂ اہلبیت کے چشم و چراغ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں خاندان کا مقدس خرقہ اپنے وارث کے حوالے کیا اور ارشاد فرمایا کہ پانچویں صدی کے آخر میں عراق کی سرزمین سے ایک عارف باللہ کا ظہور ہو گا جس کا نام

---

[30] (اخبار الاخیار، (مترجم)، غوث پاک کی سیرت کا بیان، 37/1، مطبوعہ اکبر بک سیلرز، اگست 2004ء)

[31] (رسائل مجدد الف ثانی مترجم، رسالہ مبدا و معاد، پہلا مقالہ، اپنے احوال، ج 1، ص 379 الی 380، مطبوعہ: رضوی کتب خانہ، لاہور، سن اشاعت: 2009)

[32] (سیرت غوث الثقلین، غوث پاک مشائخ کی نظر میں، 107/1، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، 1985ء)

عبد القادر اور لقب محی الدین ہو گا یہ امانت بحفاظت تمام اس کو پہنچادی جائے چنانچہ وہ مقدس امانت نسل در نسل منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ ماہِ شوال ۴۹۹ھ میں ایک امین وقت کے ذریعے غوثیت تک پہنچ گئی۔[33]

کرامات: اُولیاء اللہ میں کسی کے حصے میں بھی اتنی عظیم و کثیر کرامات نہیں آئیں جو سیدنا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ملی ہیں۔ حضرت شیخ علی بن ابی نصر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب کوئی شخص آپ رضی اللہ عنہ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا تھا۔"[34]

حضرت نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ نے "تذکرہِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ" میں آپ کی کرامات کے جو عنوانات قائم کئے ہیں یہاں صرف اُنہی کو درج کیا جاتا ہے تاکہ کچھ اندازہ ہو سکے۔

(۱) مُردوں کو زندہ کرنا۔ (۲) بیماریوں کا دور کرنا۔ (۳) بے موسم سیب کا غیب سے آنا۔ (۴) عصا کا نور ہو جانا۔

(۵) بارش کا تھم جانا اور آبِ دجلہ کا ہٹ جانا۔ (۶) اناج میں برکت۔ (۷) دعا کا قبول ہونا۔ (۸) مغیبات (غیب کی چیزوں) پر مطلع ہونا۔ (۹) قضائے حاجات۔ (۱۰) دور دراز فاصلے سے مدد کرنا۔[35]

وصال شریف: شیخ ابو القاسم کی روایت کے مطابق حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ رمضان ۵۶۰ھ میں صاحبِ فراش ہوئے، ایک باوقار شخص نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کہا، اے اللہ کے ولی رضی اللہ عنہ اَلسَّلَامُ عَلَیْک میں ماہِ رمضان ہوں، آپ رضی اللہ عنہ سے اس امر کی معافی چاہتا ہوں جو مجھ میں مقدر کیا گیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ سے جدا ہوتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے آئندہ رمضان نہ پایا اور ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں وصال فرما گئے۔[36]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ملفوظاتِ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

☆ ہماری غیبت کرنے والے ہمارے فلاح (اچھے) ہیں کہ ہم کو خراج (تحفہ) دیتے ہیں اور اپنے اعمالِ صالحہ ہمارے اعمال نامے میں منتقل کرا دیتے ہیں۔

☆ وہ کیا ہی بدنصیب انسان ہے جس کے دل میں جانداروں پر رحم کرنے کی عادت نہیں۔

☆ تیرے سب سے برے دشمن تیرے ہمنشین ہیں۔

☆ شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

☆ جو خدا سے واقف ہو جاتا ہے وہ مخلوق کے سامنے مُتواضع (نرم مزاج) ہو جاتا ہے۔

☆ وعظ اللہ کے لئے کر ورنہ تیرا گونگا پن بہتر ہے۔

☆ گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔

---

[33] (سیرت غوث الثقلین، پیدائش سے پہلے ولادت کی شہرت، 57/1، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، 1985ء)

[34] (تذکرہ غوث اعظم از نور بخش توکلی، غوث پاک کی کرامات، 95/1، مطبوعہ نوری بک ڈپو: لاہور۔، سن طباعت، 1973ء)

[35] (تذکرہ غوث اعظم از نور بخش توکلی، فہرست، 5/1، مطبوعہ نوری بک ڈپو: لاہور۔، سن طباعت، 1973ء)

[36] (تذکرہ غوث اعظم از نور بخش توکلی، وفات شریف، 129/1، مطبوعہ نوری بک ڈپو: لاہور۔، سن طباعت، 1973ء)

☆ جب تک کہ سطحِ زمین پر ایک شخص بھی ایسا رہے کہ جس کا تیرے دل میں خوف ہو یا اس سے کسی قسم کی توقع ہو اُس وقت تک تیرا ایمان کامل نہیں ہوا۔

☆ جب تک تیرا اِترانا اور غصہ کرنا باقی ہے اپنے آپ کو اہلِ علم میں شمار نہ کر۔

☆ تنہا محفوظ ہے اور ہر گناہ کی تکمیل دو سے ہوتی ہے۔

☆ کوشش کر کہ گفتگو کی ابتداء تیری طرف سے نہ ہوا کرے اور تیرا کلام جواب ہوا کرے۔

☆ دنیادار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔

☆ مومن کے لئے دنیا ریاضت کا گھر ہے اور آخرت راحت کا۔

☆ مستحق سائل خدا کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

☆ تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں۔

☆ جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔

☆ تجھ جیسے ہزاروں کو دنیا نے موٹا تازہ کیا اور پھر نگل گئی۔

☆ تیری جوانی تجھ کو دھوکا نہ دے، یہ عنقریب تجھ سے لے لی جائے گی۔

☆ افلاس پر رضامندی بے حد ثواب ہے۔

☆ رحمت کو لے کر کیا کرے گا رحیم کو حاصل کر۔

☆ جس کا انجام موت ہے اس کے لئے کونسی خوشی ہے۔

☆ موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔

☆ مومن کو سونا اُس وقت تک زیبا نہیں جب تک اپنا وصیت نامہ اپنے سرہانے نہ رکھ لے۔

☆ اللہ کی اطاعت قلب سے ہوتی ہے قالب (شخص) سے نہیں۔

☆ جو کوئی گناہ کرنے کے وقت اپنے دروازے بند کر لیتا ہے اور مخلوق سے چھپ جاتا ہے اور خلوت میں خالق کی نافرمانی ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے اے ابنِ آدم! تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھ کو ہی کمتر سمجھا کہ سب سے تو پردہ کرنا ضروری سمجھتا ہے اور مجھ سے مخلوق کے برابر بھی شرم نہیں کرتا۔

☆ اے عمل کرنے والے اخلاص پیدا کرو ورنہ فضول مشقت ہے۔

☆ طاعتِ خداوندی کو لازم کر نہ کسی سے خوف کر نہ طمع (لالش) رکھ، ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالے کر اسی سے مانگ اور اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھ۔

☆ لوگوں کے سامنے معزز نہ بنا رہ، ورنہ افلاس (مفلسی) کے ظاہر کرنے کے سبب سے لوگوں کی نظروں میں گر جائے گا۔

☆ امیروں کے ساتھ تو عزت اور غلبہ سے مل اور فقیروں سے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ۔

☆ مخلوق کی محبت اُن کی خیر خواہی ہے۔

☆ موت سے پہلے یادِ خدا میں عزت ہے، لوگوں کے کاٹنے کے وقت ہل چلانا اور بیج بونا بے سود ہے۔

☆ ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسا مت کر، بلکہ رونے والوں کے ساتھ رویا کر۔

☆ کسی کی دشمنی یا کینہ کے خیال میں ایک رات بھی نہ گزار۔

دنیا میں کونسا انسان ہے جسے دنیا میں رہ کر پریشانی پیش نہ آتی ہو۔ ہر فرد کسی نہ کسی مشکل میں گرفتار ہے اللہ والے تو تسلیم و رضا کے پیکر ہوتے ہیں۔ اسی لئے وہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ عوام اسباب کو تلاش کرتے ہیں، عوام کی مشکلات کا حل "گیارہ قدم" کا عمل ہے۔ یہ مجملہ (تمام) اُن اسباب سے ہے جن سے انسان کے مشکل سے مشکل اُمور آسان ہو جاتے ہیں۔ اس رسالہ میں فقیر اُویسی غفرلہ' نے نہ صرف گیارہ قدم کا عمل اور اس کا طریقہ عرض کیا ہے بلکہ گیارہ قدم اور اس کے طریقہ کے منکرین کے اعتراضات کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں عرض کئے ہیں۔ اہلِ اسلام کے لئے یہ بہترین تحفہ ہے۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

منکرین کے حربے: وظیفہ "یاشیخ عبدالقادر الجیلانی شیأً للّٰہ" صوفیہ کرام میں عرصہ دراز سے مروج ہے اور الحمد للّٰہ اس وظیفہ کی برکت سے بہت بڑی مشکلات حل ہوتی ہیں اِسے مخالفین شرک و کفر سمجھتے ہیں اور ہر ممکن میں اُسے غلط قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک بہتان تراشنے اور عبارات میں تحریف سے نہیں چوکتے۔ مثلاً

(1) ابوالحسن ندوی نے عوام کو بدظن کرنے پر لکھ مارا کہ یہ وظیفہ کرنے والے قبلہ رُخ تبدیل کرکے بغداد کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ اس کا صاف ستھرا بہتان ہے کیونکہ صلوٰۃ الاسرار پڑھنے والے جانتے ہیں کہ دوگانہ پڑھتے وقت ہم قبلہ رُخ نماز پڑھتے ہیں لیکن وظیفہ پڑھتے وقت بغداد کی طرف منہ کرتے ہیں لیکن بہتان تراش کو کیا کہا جائے ہاں اللہ تعالیٰ کا پیغام سُنا دیتے ہیں۔ "انما یفتری الکذب الذین لا یومنون۔"

(2) تقویۃ الایمان کا ایک پُرانا نسخہ میرے پاس موجود ہے جو کہ "فخر المطابع لکھنو" کا چھپا ہوا ہے۔ اس کے صفحہ ۴۸ پر عبارت یوں ہے، یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں: یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأً للّٰہ "یعنی اے شیخ عبد القادر دوتم اللہ کے واسطے" یہ لفظ نہ کہنا چاہیے ہاں اگر یوں کہے کہ یااللہ کچھ دے شیخ عبد القادر کے واسطے تو پھر بجا ہے۔

اب دیکھیں ہاتھ کی صفائی والوں کا کمال۔ اُنہوں نے اسی کتاب تقویۃ الایمان کو ولی محمد اینڈ سنز تاجران کتب ملز اسٹریٹ پاکستان چوک کراچی نے شائع کی اس کے صفحہ ۵۷ پر مذکورہ بالا عبارت کو ان لفظوں میں توڑا مڑوڑا ہے اور تحریف کی "لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للّٰہ، یعنی اے شیخ اللہ کے واسطے ہماری مدد پوری کرو۔ شرک ہے اور کھلا ہوا شرک ہے۔

(3) ایک دیگر بہادر نے امام سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب کے حوالہ کو ترجمہ میں تبدیل کی کوشش کی یعنی حضرت علامہ جلال الدین سیوطی صاحب کی کتاب "الرحمہ فی الطب والحکمۃ" طبع ثانی مطبوعہ مصر کے صفحہ نمبر ۲۷۹ کی سطر نمبر ایک سے شروع کردہ ایک طریقہ برائے حاجت بر آری میں یوں درج ہے کہ حاجت مند روبقبلہ ہو کر سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی اور الم نشرح پڑھنے کے بعد اس کا ثواب جناب غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کو ہدیۃً پیش کرے اور گیارہ قدم مشرق کی طرف چلے (کیونکہ بغداد شریف مصر سے بجانب مشرق ہے) پھر فرمایا کہ "ینادی یا سیدی عبدالقادر عشرمرات ثم تطلب حاجتک۔" پھر ندا کرے "یاسیدی عبدالقادر (۱۱ مرتبہ) پھر اپنی حاجت طلب کرے۔[37]

اس بہادر مترجم نے مندرجہ بالا کتاب کا ترجمہ کرتے وقت مذکور کا یوں ترجمہ کیا "جو شخص اپنی مراد پوری کرنی چاہے روبقبلہ ہو کر آیۃ الکرسی اور الم نشرح پڑھ کر اس کا ثواب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کو بخشے اور مشرق کی طرف ۱۱ قدم چل کر سیدی عبدالقادر رضی اللہ عنہ پکارے پھر دعا مانگے۔

نام کتاب: مکمل مجرباتِ سیوطی، مطبع ملک غلام محمد اینڈ سنز، کشمیری بازار لاہور۔

---

[37] (الرحمۃ فی الطب والحکمۃ . الباب الثالث والتسعون والمائۃ فی عشرین مسئلۃ متفرقۃ . 294/1 . مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

نوٹ: یہ چند نمونے اِن کے حیلوں کے عرض کر دیئے ہیں دراصل وہابیت سوائے اپنے باقی تمام اہلِ اسلام کو مشرک کہتی ہے اور ان کے نزدیک اسلام صرف وہی ہے جو اِن کے ہاں مُرَوَّجْ ہے۔ اہلِ اسلام کو یقین ہو گیا ہے کہ وہابیت خارجیت کا دوسرا نام ہے۔ اسی لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں اس لئے خوارج نے حضرت علی المرتضیٰ ساتھ اُن کے تمام ماننے والوں کو مشرک کا فتویٰ لگایا تھا۔ اب اگر صوفیہ کرام اور جملہ اہلسنّت عوام کو مشرک کہتے ہیں تو کونسی بڑی بات ہے۔

اس کے باوجود فقیر اس وظیفہ کو شرعی نقطۂ نگاہ سے ثابت کرتا ہے اور مخالفین کے جملہ اعتراضات کے جوابات بھی پیش کریگا۔

ان شاء اللّٰہ تعالیٰ ثم ان شاء رسول اللّٰہ ﷺ

گیارہ قدم اور قضائے حاجت:

(1) حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب "الرحمۃ فی الطب والحکمۃ، ص ۲۳۴ میں لکھتے ہیں کہ،

"فمن ارادذٰلک فلیستقبل القبلة ولیقرأ الفاتحه وآیة الکرسی والم نشرح ویهدی ثوابها لسیدی عبدالقادر ویخطوویسیر الی جهت المشرق احدیٰ عشر خطوة ینادی یاسیدی عبدالقادر بجیلانی عشر مرات ثم اطلب حاجتک۔"[38]

یعنی جو بھی کوئی حاجت چاہے تو وہ قبلہ رُخ ہو کر سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور الم نشرح پڑھے اور اُن کا ثواب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روحِ پاک کو ہدیہ کرکے اور مشرق کو گیارہ قدم چلے اور اس میں پکارے اے سیدی عبد القادر رضی اللہ عنہ جیلانی دس بار۔ اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرے۔

فوائد:

(1) یہ کتاب الطب امام سیوطی رحمہ اللہ کی تصانیف سے یقیناً ہے بارہا ان کے نام سے منسوب ہو کر شائع ہوئی ہے اِن کی تصانیف میں اس کا ذکر ہے کسی کو اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

نوٹ: مصر سے بغداد بجانب مشرق ہے اور ہند پاک بجانب مغربِ شمال یعنی قبلہ سے تھوڑا سا شمال کی جانب۔

(2) امام سیوطی رحمہ اللہ کو بریلوی اہلسنّت "کثرھم اللّٰہ" اپنا مُقْتَدَا مانتے ہیں اور دیوبندی وہابی نہ مانیں تو اِن کی بدقسمتی ہے ورنہ وہ اِن کے بھی امام نہ سہی اُستاد ضرور ہیں۔

(3) کچھ نہ مانیں اِن کے نہ ماننے سے اُن کی شخصیت میں کمی نہیں آتی جب انور کشمیری لکھ چکا ہے کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہیں بیداری میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی 32 (عربی میں بائیس کا ذکر ہے) مرتبہ زیارت ہوئی۔ وکان زاهدا متشددا في الكلام على بعض معاصريه ممن له شأن أنه رآه صلى الله عليه وسلم اثنين وعشرين مرة[39] (فیض الباری)

بتایئے جسے حضور سرورِ عالم ﷺ کی بیداری میں زیارت نصیب ہو وہ اللہ کے نزدیک کتنا بلند مرتبہ شخصیت ہو گی اور ان کا عقیدہ اور عمل کبھی غلط نہیں ہو سکتا، بلکہ خود حضور ﷺ نے اُنہیں شیخ السنتہ (الحدیث) کا لقب عطا فرمایا۔ (انوار الباری شرح بخاری، بجنور کا احمد رضا دیوبندی)

(4) کتنا ہی کوئی اس حوالہ کی تاویل کرے شرک پھر بھی ثابت نہ ہو گا تو لازماً مباح ثابت ہو گا۔ (وھو المراد)

(5) امام سیوطی رحمہ اللہ کا مشرق بولنا حق ہے اس لئے کہ مصر سے عراق مشرق کو ہے اور ہند و پاکستان سے قبلہ رُخ تھوڑا سا شمال کو مڑ کر گیارہ قدم قدم چلیں گے۔

---

[38] (الرحمة في الطب والحكمة ، الباب الثالث والتسعون والمائة في عشرين مسئلة متفرقة ، 294/1، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

[39] (فيض الباري على صحيح البخاري، كتاب العلم ، 292/1 ، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، 1426 هـ 2005 م)

(2) فوائد الاذکار میں لکھا ہے کہ بعد ادائے دو گانہ (دو رکعت نفل اداء کرنے کے بعد) گیارہ قدم طرف عراق کے جائے اور ہر قدم پر "شیخ الثقلین یا قطبِ ربانی یا غوثِ صمدانی اغثنی" پڑھے بعد دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے اور تصور حاضری روضہ آنحضرت ﷺ کرے اور گیارہ مرتبہ درود شریف اور اسی قدر فاتحہ اور اسی قدر سورۂ اخلاص اور اسی قدر یہ دعا پڑھے:

یا شیخ الثقلین یا قطبِ ربانی یا غوثِ صمدانی حضرت میر سید ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی الشافعی اغثنی وامدونی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات

پھر اُلٹے قدموں پیچھے ہٹ کر مصلے پر آئے اور بیٹھ کر پڑھے: "یا ھایا ھو یاھی" پھر ایک دفعہ فاتحہ سورہ پڑھ کر بر روحِ پاک غوثیہ اور والدہ شریفہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بخشے اور حاجت خدا سے چاہے۔[40]

(3) اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ سے لیکر تاحال تجربہ شاہد ہے کہ قضائے حاجت کے لئے صلوٰۃ غوثیہ تیز بہدف (مجرب) ہے۔ تجربہ کیجئے بشرطیکہ عقیدہ مستحکم (مضبوط) ہو اور شرک کا ہیضہ (بیماری) بھی نہ ہو۔

نوٹ: یہ نماز بعد نمازِ مغرب پڑھی جاتی ہے۔[41]

طریقہ صلوٰۃ غوثیہ: اول دو گانہ بدستور مروجہ ادا کرے سجدہ میں جائے اور پڑھے "اللھم انت الکل والیک الکل وکل الکل" بعد گیارہ قدم بغداد کی جانب چلے اور ایک ایک قدم ایک ایک اسم منجملہ یا وہ اسمائے آنحضرت رضی اللہ عنہ پڑھے، بعدہٗ قدم راست (سیدھا قدم) چپ پر رکھ کر یہ تصور کرے کہ گویا روبروئے غوثِ اعظم حاضر ہے اور عرض کرے: یا شیخ الثقلین اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی ھذہ بعد سورہ فاتحہ واخلاص گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے اور پس پا (کم تر) ہو کر مصلے پر آئے اور ہر قدم پر ایک ایک نام آنحضرت کا زبان پر لائے اور مصلے پر آکر تصورِ حضوری روضہ منور غوث رضی اللہ عنہ کا کرے اور فاتحہ پڑھے اور کہے: السلام علیک یا شیخ الثقلین اغثنی و امددنی بعدہ بیٹھ کر پڑھتا رہے ان شاء اللہ مطلب حاصل ہو گا۔[42]

تجربہ اُویسی غفرلہ: فقیر نے اسے اپنی زندگی میں بہت آزمایا ہے یہاں تک قتل کے ناجائز مقدمات والوں نے اسے مسلسل پڑھا تو الحمدللہ باعزت بری ہوئے۔

(4) کتاب انہار المفاخر میں ہے کہ یاشیخ عبالقادر شیأً للہ دعواتِ عظیمہ و اسرار فخیمہ اور قضائے حاجات میں مشائخ قادریہ کے معمولات و مجربات سے ہے اور رسالہ غوثیہ منقول از رسالہ حقیقۃ الحقائق ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ رفع حاجت و قربت اور مشکل کشائی کے لئے میرا اسم خدا تعالیٰ کے اسمِ اعظم کی مانند ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کتاب انتباہ فی سلاسل اُولیاء اللہ میں فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب قادریہ واسطے حصولِ مقصد کے ختم کرتے ہیں اور گیارہ مرتبہ یَاشَیْخ عَبْدَ القَادِرْ شیأً لِلّٰہ پڑھتے ہیں تو کامیاب ہو جاتے ہیں۔[43]

نوٹ: سلسلہ قادریہ کی قید اتفاقی ہے ہر سلسلہ والا پڑھ سکتا ہے۔

---

[40] (گلدستہ کرامات از غلام سروری لاہوری، 241/1، ناشر: منشی نول کشور، لکھنؤ مقام اشاعت: لکھنؤ، انڈیا، سن اشاعت: 1875)

[41] (فتاوی رضویہ، انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، 571/7، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

[42] (گلدستہ کرامات از غلام سروری لاہوری، 241/1، ناشر: منشی نول کشور، لکھنؤ مقام اشاعت: لکھنؤ، انڈیا، سن اشاعت: 1875)

[43] (فتاوی رضویہ، انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، 571/7، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

تجربہ اُویسی غفرلہ': فقیر نے نمازِ غوثیہ کو بارہا آزمایا ہے دوسروں کو بتایا ہے تو وہ بھی کامیاب ہوئے۔ بعض تو ان میں ایسے بھی ہیں کہ سنگین مقدمات مثلاً: قتل وغیرہ میں نماز کو مسلسل پڑھتے رہے یا ان کے عزیز و اقارب نے پڑھا تو باعزت مقدمات سے بری ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اور صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ: خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''من صلیٰ رکعتین بعد المغرب یقرأ فی کل رکعۃ بعد الفاتحہ سورۃ الاخلاص احدے عشر ثم یصلی علیٰ رسول اللہ ﷺ ثم یخطوا الی جھۃ العراق عشرۃ یخطوہ و یذکر حاجتہ فانھا تقضی یفضل اللہ و کرمہ۔''[44] (بہجۃ الاسرار)

یعنی اور ہر رکعت میں سورہ الحمد کے بعد سورہ قل ھو اللہ گیارہ بار پڑھے۔ پھر بعدِ سلامِ نماز، حضرت، رسولِ اکرم ﷺ پر سلام و درود شریف پڑھے۔ پھر گیارہ قدم بغدادِ مُعلّٰی کی طرف چلے اور میرا نام لے اور جو اپنی حاجت رکھتا ہو اس کو ذکر کرے بیشک خدا کے فضل و کرم سے اس کی حاجت اور مراد پوری ہو گی۔

اسی بہجۃ الاسرار وغیرہ میں مرقوم ہے جیسا: اس کا ذکر اُوپر گذر چکا ہے یہ نماز ہر گز ہر گز قرآن و حدیث کے خلاف نہیں اور نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے ثبوتِ دعوے میں پیش کر سکا۔ ہر جگہ زبانی دعویٰ سے کام لیا۔ ترمذی و ابنِ ماجہ و حاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے راوی حضورِ اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ ''حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں[45] اور اس کی تصدیق قرآنِ عظیم میں موجود ہے فرماتا ہے:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۔ ''(پارہ ۷، آیت ۱۰۰، سورہ مائدہ)

ترجمہ: اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حِلم والا ہے۔

گیارہ قدم اور نمازِ غوثیہ: یہ اُولیائے کرام کے طُرقِ مُسْتَحْسَنَہ سے ایک حسین طریقہ ہے اور محبوبوں کا ہر طریقہ محبوب ہوتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ

اجتہاد رادیں راختراع اعمال تصریفیہ کشادہ است مانندا ستخراج اطبا نسخہائے قرابا دین را۔[46]

اُویسی غفرلہ' کی گزارش: اُولیاء کرام روحانی معالج طبیب (ڈاکٹر) ہیں۔ وہ روحانی علاج کے لئے جتنے طریقے (اعمال، اوراد و وظائف ایجاد کریں ان پر اعتراض کیوں) ایسے ہے جیسے: کہ جسمانی امراض کے لئے ایکسرے (X.RAY) وغیرہ وغیرہ ایجاد کئے ہیں تو اعتراض کرنے والا پاگل سمجھا جائیگا ایسے اُولیاء و مشائخ کے منکر و معترض کو پاگل سمجھئے۔

یہی حضرت شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیرانِ مشائخ کے آداب طریقت و اشغالِ ریاضت (عبادات میں مشغولیت) کی نسبت صاف لکھتے ہیں کہ یہ خاص اِشغال (سرگرمی) حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہوئے اور شاہ عبد العزیز صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات و ہیات واسطے اذکارِ مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں۔ مناسباتِ مخفیہ (پوشیدہ مناسبت) کے سبب سے جن کو مردِ صافی الذہن اور

---

[44] (بهجة الاسرار ، ذكر فضل اصحابه وبشرى هم ، 199/1، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت ، سن طباعت 1971ء)

[45] (سنن الترمذی ، كتاب اللباس ، باب ما جاء في لبس الفراء ، 220/4 ، مطبوعه شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

[46] اجتہاد اعمالِ تصریفیہ کے اختراع کا دروازہ کھلا ہے جیسے: اطباء قرابادین کے نسخے ایجاد کرتے ہیں۔

(فتاوی رضویه، انهار الانوار من يم صلاة الاسرار ، 620/7، مطبوعه رضا فاؤنڈیشن لاہور ، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

علومِ حقہ کا دریافت کرتا ہے "الیٰ قولہ" تو اس کو یاد رکھنا چاہیے۔ مولوی خرم علی اُسے نقل کر کے لکھتے ہیں۔ یعنی ایسے اُمور کو خلافِ شرع یا داخل بدعاتِ سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں۔[47]

نوٹ: یہ خرم علی وہابیوں دیوبندیوں کا پیشوا ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہماری بات نہ مانو اپنے مقتداؤں پیشواؤں کی تو مانو۔

توجہ الی الشیخ کا ثبوت: مطلب بر آری (خواہش کی تکمیل) کے لئے کسی بندۂ خدا کی طرف رجوع کے بارے میں اَسلاف رحمہم اللہ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

جانجاناں: اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں: (جانِ من) ہر صبح بعد نماز متوجہ بفقیر نبشیند بے ناغہ توجہ مید ہم از کسے توجہ گیرید۔[48]

اُنہیں مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے کہ نسبت مآبجناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میر سید و فقیر را نیازے خاص بآبجناب ثابت است دروقت عروض عارضہ روحانی توجہ بآنحضرت و اقع میشود وسبب حصولِ شفا میگردد۔[49]

شاہ ولی اللہ: آپ نے ہمعات میں حدیثِ نفس کا یوں علاج بتایا:

که بارواح طیبه مشائخ متوجه حی شود وبرائے ایشان فاتحه خو اند یا بزیارتِ قبر ایشان رودواز آنجا انجذاب دریوزه کندا۔[50]

فائدہ: معلوم ہوا کہ بوقتِ تَوَسُّلْ (محبوبانِ خدا کی طرف) توجہ درکار ہے۔ یہاں تک کہ جب خلیفہ منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزارِ مبارک حضور سید المرسلین ﷺ کی طرف۔ فرمایا کہ تو کیوں اپنا منہ اُن سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں۔ اب اِنہیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔[51] اِن احادیث وروایات وکلماتِ طیبات سے روزِ روشن کی طرح آشکارا ہو گیا کہ ہنگامِ تَوَسُّلْ (دعاء) محبوبانِ خدا کی طرف منہ کرنا چاہیے اگر چہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور دل کو اُن کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این و آں خاطر سے دور ہو جائے۔ یہ صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ حضراتِ مشائخ کرام کی معمول اور قضائے حاجات کے لئے اعلیٰ وسیلہ اور عظام کی مقبول اور خود جناب غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے مروی ومنقول ہے جسے: بڑے بڑے علماء اپنی اپنی کتابوں میں نقل وروایت بیان کرتے اور اس کے پڑھنے کی اجازت لیتے دیتے چلے آئے ہیں۔ اس کو خلافِ قرآن وحدیث اور خلفائے راشدین واجلہ تابعین اور بدعت اور گناہ کہنا سراسر بے سمجھی اور ہٹ دھرمی ہے۔ کیونکہ حضراتِ مشائخ کرام رحمہ اللہ کے جیسے اور اعمال واوراد مثلاً: نفی و اثبات، حبسِ دم شغل برزخ[52] وتصور شیخ اور آداب واشغال وغیرہ ہیں۔ ویسے یہ نماز بھی قضائے حاجت کے لئے ایک عمل اور مشروع وسیلہ ہے جو بعد از نماز حصولِ مقصد وفیض کے لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف اپنا منہ وتوجہ کرنا جائز ہے۔ تاکہ اس کے سچے اخلاص واعتقاد کی وجہ سے اس پر محبوب پیارے ﷺ کی طرف سے انوار وبرکات کا نزول ہو جیسے: نماز مفروضہ امام اپنا منہ مقتدیوں کی طرف اس لئے پھیر لیتا ہے کہ ان دونوں کی نورانیت ایک دوسرے پر وارد ہو کر ہر ایک کی کمی پیشی کو پورا کرے جو ہر گز شرک ومنع نہیں۔ ورنہ سمتِ کعبہ بھی شرک وحرام ہو جائیگی اور نیز مقبولانِ خدا کی صورتِ مبارک کے

---

[47] (قول الجمیل ترجمہ شفاء العلیل، چوتھی فصل، فائدہ، 51/1، مطبوعہ سعید کمپنی، ادب منزل، پاسکتان چوک، کراچی، اشاعت دوم، 1974 مئی)

[48] (کلمات طیبات از اہ ولی اللہ، مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں، مکتوب چہل ودوم، 49/1، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

[49] (کلمات طیبات از اہ ولی اللہ، مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں، 78/1، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

[50] (لَمَعَات از شاہ ولی اللہ، مترجم بنام قطرات، قطرہ آٹھواں، 25/1، مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورا، سن اشاعت 1320ھ)

[51] (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الثالث في تعظیم أمرہ ووجوب توقیرہ وبرہ، الفصل الثالث حرمتہ وتوقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم، 92/2، الناشر: دار الفیحاء – عمان الطبعة: الثانیة 1407ھ)

[52] یہ ترکیب صوفیانہ مشقوں میں گہرے ارتکاز اور مراقبے کی اہمیت کو بیان کرتی ہے، جہاں انسان روحانی دنیا کی حقیقتوں کو سمجھنے کے لیے اپنی جسمانی اور نفسیاتی حدود سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔

خیال اور نامِ پاک کے ذکر اور ان کی طرف التفات (توجہ) اور ندا و تَوَسُّلْ کرنے سے حل مشکل و فیضان حاصل ہوتا ہے۔ جیسے: صحابہ کرام جنگِ یرموک وغیرہ میں اس طرح کرنے سے فتح یاب و فیض مآب ﷺ ہوئے اور اس طرح کی اِستعانت حقیقت میں استعانتِ بخدا ہے استعانت بالغیر نہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک محلِ اعانت باری تعالیٰ ہیں[53] ورنہ نماز و صبر وغیرہ سے بھی استعانت (مدد) حرام و منع ٹھہرے گی کیونکہ وہ بھی کوئی معبود و خدا نہیں ہیں۔[54]

بغداد شریف کی طرف چند قدم چلنے کی وجوہ:

(1) حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ'' پھر کامل اِکسیر (زندگی بخش چیز) یہ کہ کسی محبوبِ خدا کے قریب جائے اگرچہ خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے جیسے: فرمانِ باری ہے:

''ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفر واللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیماً۔''

ترجمہ: اور ہم نے رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔[55]

(پارہ نمبر ۵، سورہ النساء، آیت نمبر ۶۴)

گویا گدائے سرکار قادریہ اس آستانِ فیض نشان سے دور و مہجور ہے۔ گو بعدِ نماز مزارِ اقدس تک جانے کی حقیقت اُسے میسر نہیں۔ تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اس سمت چل کر ان چلنے والوں کی شکل بناتا ہے کہ سید عالم ﷺ نے حدیثِ حسن میں ارشاد فرمایا ہے:

«من تشبہ بقوم فھو منھم» یعنی جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ اُنہی سے ہے۔[56]

(2) توجہ ظاہر و باطن کا عنوان مل جائے۔ اسی لئے یہ چلنا مقرر ہوا کہ حالتِ قالب حالتِ قلب پر شاہد (گواہ) ہو۔ جیسے: حضور ﷺ نے نمازِ استسقاء میں قلب رِداء (چادر) فرمایا کہ قلبِ لباس قلبِ احوال و کشف بائیں کی خبر دے اور نیز چادر کو اس لئے اُلٹایا تاکہ حال بدل جائے اور امر مخفی خضوع و خشوع کا اظہار ہو تو یہ چند قدم بہ سُوئے بغداد چلنا اس لئے ہے کہ اس میں امرِ مخفی (پوشیدہ چیز) خُشوع کا اظہار تو قوی ہے، پھر یہ ناجائز کیونکر ہوگا۔[57]

(3) صحیح مسلم شریف میں: بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ثابت ہے کہ یہ سید عالم عینِ نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت خدمتِ اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوارِ قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور ﷺ بڑھے تو اس کے خوشہائے انگور دستِ اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز صلوٰۃ الکسوف تھی۔ اس طرح جب اربابِ باطن و اصحابِ مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہِ توسل، عراق شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور انوار و برکات اور فیوض و خیرات اس جانب مبارک سے باہزاراں جوش و ہجوم پیہم آتے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ بے تابانہ اِن خوشہائے انگور جنّاتِ نور و باغاتِ سرور کی طرف قدم شوق بڑھاتا اور اُن عزیز مہمانوں کے لئے رسم باجمال تلقی (اچھی ملاقات) و استقبال بجالاتا ہے۔ سبحان اللّٰہ کیا جائے پھر اس میں کیوں انکار ہے؟ اس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات و خیرات کی طرف رجوع کرتا ہے۔[58]

---

[53] (اللہ تعالیٰ سے مدد کے حصول کے ذرائع و مقامات ہیں۔

[54] (فتاوی رضویہ، انھار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، 602/7، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

[55] (فتاوی رضویہ، انھار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، 606/7، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

[56] (مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، 1246/2، الحدیث 4347، الناشر: المکتب الإسلامي – بیروت الطبعة: الثالثة، 1985)

[57] (فتاوی رضویہ، انھار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، 607/7، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

[58] (فتاوی رضویہ، 614/7، رسالہ: انھار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

(4) جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ انتقال قریب آیا تب "بَن" میں تشریف رکھتے تھے اور ارضِ من موسہ پر جبارین کا قبضہ تھا۔ وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا تو دعا فرمائی کہ اس پاک زمیں سے مجھے ایک پتھر (لحہ) کی مقدار قریب کر دے۔[59] شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں دعائے موسیٰ علیہ السلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

تردیک گرداں مرا ازاں اگرچہ مقداریک سنگ اندازہ باشد۔ ظاہر ہے کہ برائے قضائے حاجت سردست عراق شریف کی حاضری مشکل، لہٰذا چند قدم اس ارضِ مقدسہ کی طرف چلنا ایسے ہے کہ بغداد نہ سہی اس کی گرد راہ سہی۔[60]

(5) بعدِ صلوٰۃ الاسرار و طلبِ حاجات جانبِ بغداد شریف چلنا گویا اسے اس طرف لبیک لبیک کی آواز سُنائی دیتی ہے اس لئے کہ اس طرف کان لگاتا ہوا چلتا ہے۔

(6) ششم یہ کہ نمازِ غوثیہ کی برکت سے جو انوار غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس کو دکھائی دیتے ہیں تو یہ اُن کو لینے کے لئے دامن پھیلائے ہوئے اس طرف کو جاتا ہے،

نورِ غالب ایمن از نقص وغسق — درمیانِ اصبعین نورِ حق
حق غشاند آن نوررا بر جانہا — مقبلان برداشتہ دا تانہا

(7) بفضلِ خدا دنیا میں غوث بہت ہوئے ہیں تو یہ بغداد کی طرف چل کر اس بات کو بتاتا ہے کہ میں اس غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوں جو گیارہ نام سے گیارہویں شریف والے مرشدِ کامل بغداد شریف میں رہتے ہیں۔ جب دنیا میں بڑے بڑے اَقطاب و اَغواثِ بغداد کو تشریف لیے اتے تھے تو بغداد شریف کی طرف چلنے کو کون امر مانع (کونسی چیز روکنے والی) ہے۔

(8) جب امام شافعی رحمہ اللہ دو رکعت نمازِ حاجت پڑھ کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف چلتے تھے اور کسی نے آپ رحمہ اللہ علیہ کے اس فعل کا انکار نہیں کیا تو کیا وجہ ہے کہ نمازِ غوثیہ کے بعد بغداد کی طرف چلنا ناجائز ہو۔[61]

(9) جب نمازِ غوثیہ حضراتِ مشائخ کرام کی معمول اور قضائے حاجات کے لئے اعلیٰ وصول اور علمائے عظام کی مقبول اور خود جناب پاک ﷺ سے مروی و منقول ہے تو پھر کسی کو اس میں دم مارنے اور چون و چرا کرنے اور کفر شرک کہنے کی مجال نہیں۔[62]

(10) نمازِ غوثیہ بھی قضائے حاجت کے لئے مثلِ اعمالِ مشائخ ایک عمل اور مَشروع (جائز) وسیلہ ہے اس میں بدعت و حُرمت وغیرہ کچھ نہیں۔

(11) صفائی دل کے لئے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی نورانیت حاصل کرنے کو بغداد شریف کی منہ کیا جاتا ہے جو کہ اسی غرض کے لئے ہے۔ نمازِ مفروضہ کے بعد امام کو اپنا منہ مقتدیوں کی طرف پھیرنا سنت ہے۔[63]

(12) بوقتِ مصیبت مقبولانِ خدا کی طرف منہ و ندا و توجہ کرنا اُن کو وسیلہ پکڑنا ممنوع و ناجائز نہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے جنگ مرج القبائل و جنگِ یرموک وغیرہ میں توجہ مدینہ منورہ و رسول اکرم ﷺ کی ہے۔

---

[59] (فتاوی رضویہ، 617/7، رسالہ: انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

[60] (اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ فارسی، کتاب الفتن، باب بدء الخلق الخ، فصل اول، 478/4، مطبوعہ منشی نول کشور، لکھنؤ)

نوٹ: وہاں یہ الفاظ نہیں اس سے مختلف الفاظ ہیں۔

[61] (فضائل دعا، فصل چہارم، امکنہ اجابت میں، 136/1، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، سن طباعت 1430ھ/2009ء)

[62] (فتاوی رضویہ، انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، 571/7، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

[63] (فتاوی رضویہ، انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، 602/7، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

(13)توجہ ہذا(یہ توجہ یعنی غوث پاک کی طرف)اصل میں توجہ بخدا ہے کیونکہ وہ اُن کو ایک مظہرِ عونِ الٰہی(خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر) سمجھتا ہے جس سے توجہ بالغیر منع و حرام نہ ہوئی ورنہ توجہ بقبلہ ورسول اکرم ﷺ بھی حرام و شرک اور کفر ہو گی۔[64]

۱۱ عدد کی خصوصیت: تخصیص گیارہ قدم کی اس لئے ہے کہ یہ وِتر(طاق عدد) ہے اور وِتر(طاق عدد) خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے کیونکہ وہ بھی وِتر(ایک) ہے چونکہ افضل الاوتار ایک ہے اور یہ اَفْضَلُ الاَوْتَارْ کا پہلا اِرْتِفَاعْ(بلند مرتبہ) ہے جو خود بھی وِتر مشابہتِ زوج بھی بعید کہ سوا ایک کے کوئی کسر صحیح نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی زوج حاصل ہو ازوجِ محض ہے نہ زوج الازواج، کہ اس کے دونوں حِصص مساویہ(برابر حصے) خود افراد ہیں۔ کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ امام الاعداد یعنی گنتی کے اعداد کا امام اور پیشوا ایک کا عدد ہے۔ جب حکمتِ الٰہی نے اکثر عدد کیساتھ امر (حکم) کرنا چاہا تو ایسے عدد کو اختیار و پسند کیا کہ جس سے آگے بڑھنا حاصل ہو جیسے: ایک کہ گیارہ تک بڑھتا ہے اور یہ تمام دہائیوں سے اول دہائی ہے جو ایک کے زیادہ ہونے سے بڑھا ہے جس سے گیارہ ہو گئے۔ اسی تفائُل(نیک شگونی) سے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف قدم اور اسماء گیارہ کا انتخاب ہوا۔[65]

جوازِ ندائے یا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ: قدیم سے علمائے اہلسنّت فرماتے چلے آئے اور اس پر ان کا عمل بھی رہا کہ وظیفہ ''یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیأ لله'' حسبِ فرمودۂ جناب غوثِ عالیہ مُوجبِ کشفِ کربات(مشکلات پر مطلع) وقضائے حاجات ہے۔ یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ یہ وہابیوں دیوبندیوں سے دریافت کیا جائے۔ کیونکہ اُنہوں نے شیأاللہ کے لفظ میں بحث کی ہے وہ "یا شیخ" کے لفظِ ندا میں شرک کہہ دیا ہے۔ یہ اُن کا غلط انداز ہے اُن کا خیال ہے لفظ آم برائے حاجت ہے اور خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں وہ غنی مطلق ہے۔ تو وہ خدشہ اس کلمہ میں ہے جو جملہ عالم میں رائج ہے۔ جیسا: کہتے ہیں خدا کے واسطے کپڑا دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔ اگر موجبِ خیال اِن مُعترِضین کے اعتقاد کیا جائے تو عاصی(گنہگار) و خاصی(نیک) یہ زبان پر نہ لائے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔ اس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے مانعین خود ہر موقعہ و محل میں یہی کلمہ بولتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ کلمہ مشائخ کرام اپنے تلامذہ و مریدوں کو برائے کشف کربات بطریقِ مخصوص فرماتے ہیں اور حضرت غوثِ پاک قدس سرہٗ نے خود ارشاد فرمایا ہے: اگر کسی کو کوئی خدشہ ہو تو معلوم ہوا کہ اِن سب مشائخ خصوصاً شیخ قدس سرہٗ کا مُعَانِدْ و مخالف ہے اور علمائے محققین اور فقہا و مفتیان رحمہم اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "اور اُولیاء اللہ عادات و رسوم سے گذر کر فانی ہو جاتے ہیں تو عالَمِ دنیا میں بھی قبل از دُخول درجنت مظہرِ تجلی علیم و قدیر ہو جاتے ہیں" اور در اصطلاحِ صوفیہ کرام اس کامل کو عبدالقادر کہتے ہیں۔ فقیر کا خیال ہے کہ وجہ ندائے غوثیہ عالیہ میں باسمِ عبدالقادر جو وظائف و اوراد میں بروقت حل مشکلات پڑھتے ہیں "یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للّٰہ" ہی ہے کہ عندالحاجت حضرت رضی اللہ عنہ کو اس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ ان کو اس اقتدا پر اس وصف میں یاد کرنا موجب توجہ قدرتِ حق ہے اور شیخ عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ باب ۱۳، کتاب انسان میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے پر کسی اسم سے جلوہ فرماتا ہے تو اس میں وہ بندہ فانی ہو جاتا ہے پس اگر کوئی شخص اس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اس کا جواب دیتا ہے اور اگر بندہ ترقی کر کے بمقامِ بقاء واصل ہو تو، اللہ تعالیٰ اس بندہ کے پکارنے والے کو جواب دیتا ہے پس اگر کوئی یارسول اللہ ﷺ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں لبیک فرمائے گا۔[66]

فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اپنی کتاب جامع الکمال میں لکھا ہے کہ اُولیاء رجال الفتح و رجال التحت والسفل(کامیاب لوگ اور مقتدا و پیشوا) شمار ہوتے ہیں چنانچہ حضرت قدوۃ المحققین شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فتوحاتِ مکیہ صفحہ ۱۸، جلد ۲ میں فرمایا ہے کہ منجملہ اِن کے ایک رجل ہوتا ہے اور گاہے عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر فوق عبادہ ہوتا ہے اس کی استطاعت اللہ تعالیٰ کے سوا کُل شئے پر ہے ان میں شجاع مقدام۔ کثیر الدعویٰ بحقٍ یقول حقاً و یحکم عدلا

---

[64] (فتاوی رضویہ، انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، 597/7، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

[65] (فتاوی رضویہ انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار، 618/7، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، سن طباعت 1415 رجب/1994، دسمبر)

[66] (الانسان الکامل، مترجم انسان کامل، حصہ پہلا، تیرواں باب، اسماء کی تجلی کے بیان میں، 90/1، مطبوعہ فیض بخش سٹیم پریس، فیروز پور شہر، 1908ء)

کان صاحب هذا القادر شیخنا عبدالقادر جیلانی ببغداد۔یعنی بہادر، پیش قدم معرکہ جنگ میں حق کے ساتھ بڑے بڑے دعوے کرنیوالا سچ کہتاہے اور انصاف وعدل سے حکم کرتاہے اس مقام کے مالک ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بغداد شریف میں تھے۔ان کا دبدبہ وغلبہ خلق پر حق کے ساتھ تھا۔وہ بڑی شان والے ہیں اور ان کے واقعات مشہور ہیں۔میری اُن سے ملاقات نہیں ہوئی۔اب اُس سے سُن کر جس کی ولایت کاملہ کی گواہی زمانہ دیتاہے۔پورے وُثوق(پختگی) سے وہی کہتاہے جو ان(حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ) کے لائق ہے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مدد تو اتنا ظاہر باہر ہے کہ آفتاب سے روشن تر[67]۔اس موضوع پر متعدد کتب ورسائل موجود ہیں۔اس ضمن میں فقیر عرض کرتاہے۔

مشکلات بیعدد داریم ما	شیأًللہ شیأًللہ غوث الاعظم پیرما
دردمارازیں غم کن جدا	دستگیرائے دستِ تو دستِ خدا
گرچہ میدانی بصفوت حال ما	بندہ پرورگوش کن اقوالِ ما
مشکلاتِ ہر ضعیفے از توحل	بندہ باشد درضعیفی خود مثل
شہرہ مادر ضعف واشکستہ پری	شہرہ تو درلطف و مسکین پروری
ایکے تو دراطباق قدرت منتہی	منتہی ما درکمی وگمرہی
یا حضرت غوث پاک وقت مدداست	شدسیہ زدرد چاک وقت مدداست

وظیفہ کی لفظی ومعنوی تحقیق: یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأًکے الفاظ بامعنیٰ کو خیال کیجئے مثلاً: لفظ اول یا شیخ بمعنی بزرگ، اور لفظِ دوم عبد بمعنی بندہ، لفظِ سوم القادر۔ یہ ایسی جامع صفت ہے کہ خدا کے ساتھ ہی خاص ہے، چہارم لفظ شیأً بمعنی کوئی چیز، یہ نکرہ ہے۔اس میں "الاشیاء "نہیں جو تصرفِ کلی کا احتمال پیدا ہو، پنجم لفظ لِلّٰہ بمعنی برائے خدا یعنی خدا کے واسطے، یہ لفظ قرآن میں بار بار آیا ہے جیسا کہ "فان للّٰہ خمسہ "اور حدیث میں ہے:"من اعطی للہ "(وغیرہ) پس ان الفاظ کے صاف معنوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اس وظیفہ کے پڑھنے والا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو نہ خدا سمجھتاہے نہ خدا کا شریک وہمسر بلکہ ایک بزرگ خدا کا بندۂ خاص جانتاہے۔پھر اس میں کفر وشرک وغیرہ کہاں سے آگیا۔

یعنی دلائل سے ثابت ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأًمیں ندا(پکارنا) واستغاثہ(مدد مانگنا) ہے۔لیکن اس کے جواز کے لئے علماء نے جواز کا فتویٰ دیاہے۔چنانچہ حضرت خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ استاذ مصنف در مختار رحمہ اللہ نے فتاویٰ خیریہ میں لکھا کہ،

"سئل فی دمشق عن الشیخ العمادی فیما اعتادہ السادۃ الصوفیۃ میں حلق الذکر بالجھر فی المساجد من الجماعۃ ورثوا ذالک من آبائھم و اجدادھم والصادرۃ من ذوی المعارف الالٰھیۃ کالقادریۃ والسعدیۃ ویقولون یا شیخ عبدالقادر یا شیخ احمد الرفاعی شیأًونحوذلک ویحصل لھم فی اثناء الذکر وجد عظیم (اجاب)بعد ما ذکر ان حقیقۃ ماعلیہ الصوفیۃ لاینکرھا الاکل نفس جاھلۃ غیبۃ وبعد ماذکر جواز حلق الذکر والجھریۃ وانشاد القصائدوالاشعار فی المسجد بما صورۃ واما قولھم یاشیخ عبدالقادر فھونداء واذا ضیف الیہ شیأًللہ فھو طلب شئی اکراماً للہ فھو جائز ولایجوز الاغترار بقول من انکرہ اونقلہ من الوھبانیۃ نظراً الیٰ ان معناہ اعط اللہ شیأًوھٰذا المعنی لایجوز قطعا وعلیٰ ھٰذا نقل صاحب الدر المختار غیر جوازہ والحال انہ لا یحتاج ببال احد من المسلمین ان اللہ فقیر اعطہ شیأًنعوذ باللہ من ذالک بل معناہ الصحیح لتلک الکلمۃ اعطنی شیأًلوجہ اللہ وھٰذا جائز و صحیح ونظیرہ فی القرآن معمول وموجود فان للہ خمسہ وللرسول۔"[68]

---

[67] (کتاب مناقب سید عبد القادر الجیلانی ، المنقبۃ السابع و الخمسون في استطاعتہ ، 63/1 ، مطبوعہ بیروت)

[68] (فتاوی خیریہ ، کتاب الکراہۃ والاستحسان ، ج2 ، ص180 الی 181 ، مطبوعہ المطبعۃ الامیریہ الکبری ، الطبعۃ الثانیۃ ،1300ھ)

دمشق میں شیخ عمادی سے سوال کہ ساداتِ صوفیہ کی عادت ہے کہ وہ مساجد میں حلقہ ذکر بالجہر کرتے ہیں اور وہ ایسے ہی اپنے آباءواجداد سے کرتے چلے آئے ہیں اور وہ بھی عارفین کاملین تھے اور سلسلہ قادریہ وسعیدیہ کے حضرات ایسے ہی کرتے ہیں اور ساتھ یاشیخ عبدالقادر الجیلانی. یاشیخ احمد الرفاعی شیاًللہ وغیرہ وغیرہ اور ذکر کرکے اثناء میں بڑا وجد کرتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ صوفیہ کا انکار کرنا جاہل اور غبی (بے وقوف) کا کام ہے۔ ذکر بالجہر کا حلقہ اور مساجد میں اشعار وقصائد پڑھنا بھی جائز ہے اور یاشیخ عبدالقادر میں نداء ہے اور اس کے بعد شیاً للہ کہنا بھی جائز ہے۔ اس کے قول کے منکر سے دھوکا نہ کھانا چاہیے یہ واقعہ رہبانیہ نے نقل کیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے لئے کچھ دو یعنی اسے دے دو حالانکہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور نہ وہ فقیر ہے (نعوذ باللہ) بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ مجھے فی سبیل اللہ کچھ دے اور یہ جائز ہے اور معمول بہ ہے اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے ''فان للہ خمسہ وللرسول''

اُویسی فقیر غفرلہٗ نے ''یاشیخ عبدالقادر الجیلانی شیاً للہ'' پر ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے اس میں عجیب وغریب بحثیں ہیں۔ یہاں صرف ایک ہی حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اسلامی علمی کمال: آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں احیائے اسلام کا وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ کسی ولی کامل کو نصیب نہ ہوا اسی لئے منجانب اللہ آپ رضی اللہ عنہ کو محی الدین کا لقب نصیب ہوا۔ روئے زمین میں کوئی ایسا خطہ نہ تھا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے فیوض وبرکات نہ پہونچے ہوں اور تاحال وہی حال ہے جیسے آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے نیابتِ رسول پورا پورا حق ادا فرمایا ان کی صلاحیت کا اعتراف مخالفین کو بھی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر کثیر تعداد میں لوگوں نے توبہ کی۔ شیخ عمر الکیمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''لم تکن مجالس سیدنا الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ تخلو ممن یسلم من الیھود والنصاریٰ ولا ممن یتوب من قطاع الطریق وقاتل النفس وغیرہ ذالک من الفساد ولا ممن یرجع عن معتقد شئی۔'' (بہجۃ الاسرار، صفحہ ۹۶)[69]

یعنی آپ رضی اللہ عنہ کی مجالس شریفہ میں سے کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں یا ڈاکو، قزاق، قاتل النفس، مفسد اور بداعتقاد لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر توبہ نہ کرتے ہوں۔

خود حضور سیّدنا محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں:

''قد السلم علیٰ یدی اکثر من خمسۃ آلاف من الیھود والنصاریٰ وتاب علیٰ یدی من العیارین والمسالحۃ اکثر من ماءۃ الف خلق کثیر۔'' (قلائد الجواہر، صفحہ ۹۱)[70]

بے شک میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود اور نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکوؤں، قزاقوں، فساق، فجار، مفسد اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔

شیخ عمر الکیمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں تیرہ شخص اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ مسلمان ہونے کے بعد اُنہوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ عرب کے عیسائی ہیں ہم نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ سوچ رہے تھے کہ کسی

---

[69] (بهجة الاسرار ، ذكر وعظه رضى الله عنه ، 184/1، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت ، سن طباعت 1423ھ/2002ء)

[70] (قلائد الجواهر فى مناقب الشيخ عبد القادر ، اسلام اليهود والنصارى ، 19/1، مطبوعه المصطفى البابى حلبى ، اولاده بمصر ، الطبعة الثالثة ، 1375ھ/1956ء)

مردِ کامل کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کریں۔ اسی اِثناء میں ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہ بغداد شریف جاؤ اور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھوں پر اسلام قبول کرو۔

''فانه یوضع فی قلوبکم من الایمان عنده' ببرکته مالم یوضع فیما عند غیره من سائر الناس فی هٰذا الوقت۔''[71]

یعنی اس وقت تمہارے قُلوب پر ایمان کی دولت عطا کرنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی برکت سے ہے سوائے ان کے کوئی اور ایسا کام نہیں کر سکے گا۔

ویسے آپ رضی اللہ عنہ کے وعظ و تقریر میں ہزاروں کا مجمع ہوتا اور کوئی ایسی مجلس نہ تھی جس میں چند جنازے نہ اُٹھتے ہوں۔[72]

قاعدہ اسلامیہ: اسلام کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر خوش ہوتا ہے تو اسے مَراتبِ عُلیا (بلند مرتبوں) سے نوازتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے "کن فیکون" کی منزل تک رسائی ہوتی ہے چنانچہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اپنی کتاب فتوح الغیب مقالہ 16۔46 میں تحریر فرماتے ہیں کہ،

''قال الله تعالیٰ فی بعض کتبه یا ابن آدم انا الله الذی لااله الا انا اقول لشئ کن فیکون اطعنی اجعلک تقول لشئ کن فیکون وقد فعل ذٰلک بکثیر من انبیائه و اُولیائه و خواصه من بنی آدم۔''[73]

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں یوں فرمایا ہے کہ اے فرزندِ آدم میں وہ خدا ہوں کہ سوا میرے کوئی معبود نہیں جب میں کسی چیز کو کہتا ہوں، ہو! پس وہ اسی وقت ہو جاتی ہے تو میری تابعداری کر، تو میں تجھے ایسا کر دوں کہ جب تو بھی کسی چیز کو کہے گا، ہو! تو وہ فوراً ہو جائے اور بیشک اللہ تعالیٰ کے بہت سے انبیاء اور اُولیاء اور فرزندانِ آدم سے اس کے خاص لوگوں نے کیا ہے۔

حضرت قطب الوقت امام ابو المواہب محمد عبد الوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا کہ،

''اصحاب الا حوال فان الاشیاء کلها تتکون علیٰ همهم لان الانسان عجل لهم نصیبا من احوالهم فی الجنة فهم ربانیون۔''[74] (یواقیت والجوہر، صفحہ ۷۰، جلد ۲، مبحث ۴۵، مطبوعہ مصر)

یعنی اصحابِ احوال وہ ہیں جن کے ارادوں پر اشیاء ظاہر ہوتی ہیں اس لئے کہ جنت میں جنتی کو ارادوں پر اشیاء پیش کی جائیں گی یہی حضرات رجال الغیب (غیب کے جاننے والے حضرات) ہیں۔

فائدہ: حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تو ان رجال الغیب کے بھی سرتاج ہیں اور رجال الغیب آپ رضی اللہ عنہ کے حضور حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے۔ تفصیل "بہجۃ الاسرار" میں ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مراتب و کمالات: آپ رضی اللہ عنہ کے کمالات بے شمار ہیں منجملہ ان کے ہدیۃ الحرمین مطبوعہ محمدی مئی ۱۲۹۷ھ صفحہ ۴۷ میں مذکور ہے کہ حضرت جناب غوثِ اعظم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ تحقیق لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر میں چاہوں تو اُن کو اپنی طرف سے پھیر دوں اور اگر چاہوں تو انہیں اپنی طرف کو پھیر لوں اور حضرت جناب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شخص کے اندر تَصَرُّفْ عطا فرمایا ہے جو میرے حضور میں حاضر ہیں پس میرے حضور میں خواہ کوئی کھڑا ہو یا بیٹھے اور چلے مگر میں اس کے اندر مُتَصَرِّفْ ہوں۔ یہ دونوں حوالے خلاصۃ المفاخر اور بہجۃ الاسرار میں: امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی گئیں ہیں اور اسی طرح امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ اور ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ

---

[71] (بهجة الاسرار، ذکر وعظه رضی الله عنه، 185/1، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، سن طباعت 1423ھ/2002ء)

[72] (قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، اسلام الیهود والنصاری، 18/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[73] (فتوح الغیب مع قلائد الجواہر، المقالة السادس عشر، فی التوکل، 31/1، مطبوعه المصطفی البابی حلبی، الطبعة الثالثة، 1375ھ/1956ء)

[74] ((الیواقیت والجواهر، المبحث الخامس والاربعون فی بیان ان اکبر الاولیاء بعد الصحابة القطب۔۔ الخ، 447/1، مطبوعه دار احیاء التراث عربی، بیروت)

علیہ سے حضرت جناب ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب شریف میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ترجمہ مشکوٰۃ شریف اور تکمیل الایمان اور شرح جامع صغیر میں نقل کی گئی ہے لیکن میں نے اس کو اختصار کے لئے چھوڑ دیا ہے۔[75]

کمالات وکرامات: حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کمالات و کرامات بیشمار ہیں ان میں سے بعض کا ذکر عرض کردوں۔

محی الدین: یہ وہ کمال ہے کہ کسی دوسرے کمال کے دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب محی الدین کس طرح ہوا۔ فرمایا کہ میں نے مکاشفہ (علمِ روحانی) کیا کہ ایک دن سیر وسیاحت کے لئے بغداد شریف سے باہر گیا ہوا تھا جب واپس آیا تو دیکھا کہ راستہ میں ایک بیمار زندگی سے لاچار خستہ حال میرے سامنے آکھڑا ہوا اور ضعف وناطاقتی کے سبب زمین پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ اے میرے سردار، میری دستگیری کر اور میرے حال پر رحم فرما، اپنے دمِ مسیحا نفس سے مجھ پر پھونک تاکہ میری حالت درست ہو جائے، میں نے اس پر دم کرنا ہی تھا کہ وہ پھول کی مانند تروتازہ ہو گیا اس کی لاغری (کمزوری) کافور (درست) ہو گئی اور جسم میں فربہی اور توانائی آگئی۔

اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر! مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، وہ بولا میں تیرے نانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دین ہوں، ضعف کی وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے اب مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ سے زندہ کیا ہے تو محی الدین ہے، تو مردہ دین کو زندہ کرنے اور اس میں نئی زندگی ڈالنے والا ہے، تو دین کا مجددِ اعظم اور اسلام کا مصلحِ اکبر ہے۔

میں اس شخص کو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں ایک شخص برہنہ پا (ننگے پاؤں) بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اور بآواز بلند بولا، سیّدی محی الدین رضی اللہ عنہ۔

بعد ازاں میں مسجد میں آیا اور دوگانہ (نفل) ادا کیا، میرا اسلام پھیرنا ہی تھا کہ خلقت مجھ پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑی اور کانوں کو گنگ (خاموش) کر دینے والی فلک پاش آواز سے محی الدین رضی اللہ عنہ محی الدین رضی اللہ عنہ پکارنے لگی، اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا، حقیقت بھی یہی ہے کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے دینِ اسلام اور رسول پاک ﷺ کی وہ مُحَیِّرُ الْعُقُوْلْ (عقل حیران کر دینے والی) خدمات سرانجام دیں، جن کو دیکھ کر آج حلقہ بگوشانِ اسلام محوِ حیرت اور انگشت بدنداں ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تجدیدِ دین، آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت کا اثر ارشاد وتربیت، اشاعتِ اسلام، احیائے دین اور تعلیم و تلقین وغیرہ زبردست کارناموں سے یہ بات شمس نصف النہار کی طرح واضح ہوتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ کشف بالکل صحیح ہے۔[76]

اھل القبور کی امداد: اس مسئلہ میں اہلِ اسلام کا اتفاق ہے صرف منکر ہیں تو وہابی نجدی اور ان کے ہمنوا فرقے۔ اس بارے میں فقیر کی تصنیف ہے "الاستمداد من اہل القبور" یہاں ایک حدیث عرض ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

یعنی جس وقت تم اُمورِ مشکلہ میں حیران وپریشان ہو جاؤ تو اہلِ قبور (اہل اللہ) سے مدد طلب کرو۔[77]

یہ حدیث عملاً مجرب ہے حضرت امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنا مشاہدہ اور تجربہ بیان فرماتے ہیں:

---

[75] (ہدیۃ الحرمین، نامعلوم مصنف، الباب الحادی عشر، ج1، ص147 الی 48، مطبوعہ: نامعلوم تنظیم، معاون: صولت پبلک لائبریری، رامپور (یو۔پی۔) سن اشاعت: 1871ء)

[76] (سیرت غوث الثقلین، 84/1، محی الدین لقب کی وجہ تسمیہ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، 1985ء)

[77] (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، 1259/4، دار الفکر، بیروت – لبنان الطبعۃ: الأولی، 1422ھ 2002م)

" حكى لي بعض شيوخنا الكبار في العلم أنه افلتت له دابّة أظنُّها بغلة، وكان يَعرفُ هذا الحديث، فقاله؛ فحبسَها الله عليهم في الحال. وكنتُ أنا مرّةً مع جماعة، فانفلتت منها بهيمةٌ وعجزوا عنها، فقلته، فوقفت في الحال بغيرِ سببٍ سوى هذا الكلام. [78] (نووی شارح مسلم کی کتاب الاذکار صفحہ ۱۰۰)

یعنی مجھ سے ایک بہت بڑے شیخ وعالم نے اپنا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ میرا خچر بھاگ گیا اور مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیثِ پاک یاد تھی میں نے اسی وقت پکارا، "اعینونی یا عباد اللّٰہ" یعنی "اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔" تو اللہ تعالیٰ نے اس خچر کو اسی وقت روک دیا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا چوپایہ بھاگ گیا ہم اس کے پکڑنے سے عاجز آ گئے تو میں نے بمطابقِ حدیثِ ھٰذا، عمل کیا تو وہ سواری فوراً کھڑی ہو گئی اور اس کے کھڑے ہونے کا اس کلام کے سوا اور کوئی سبب نہ تھا۔ علاوہ ازیں اہلِ قبور سے استمداد کی بیشمار حکایات وحوالہ جات ہیں۔ فقیر کے رسالہ "استمداد از اہلِ قبور" کا مطالعہ کریں۔

کراماتِ الاولیاء حق: یہ جملہ مخالفین کے عقائد میں بھی داخل ہے اور کرامات کی جملہ اقسام پر اِجمالاً ایمان لانا ضروری ہے اور یہ ۱۱ قدم والا مسئلہ بھی اس اِجمال کی تفصیل ہے کیونکہ کراماتُ الاولیاء میں علماء کرام نے لکھا ہے:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں کہ اُولیاء اللہ کی ارواح زمین و آسمان اور بہشت (جنت) میں جس جگہ چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں اور اپنے دوستوں ومعتقدوں کی مدد اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور ان کی ارواح سے بطریقِ اُویسیہ فیضِ باطنی پہونچاتی ہیں۔ اس کی جیتی جاگتی دلیل سلسلہ نقشبندیہ اور سلسلہ اُویسیہ ہے۔ ویسے ہر سلسلہ میں روحانی فیض کا اجراء ہوا اور ہوا کرتا ہے اور ہو رہا ہے یعنی سلسلہ قادریہ وچشتیہ اور سہروردیہ میں باطنی فیض جاری ہوا اور جاری ہے۔ بالخصوص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بعدِ وصال بیشمار حضرات کو روحانی بیعت سے نوازا اور اُن کا سلسلہ تا قیامت چل رہا ہے مثلاً: سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ۔ [79]

اس لئے وظیفہ شیاً لِلّٰہ اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم اور اس سے روحانی اور ظاہری فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مُنْکِرْ کو سوائے انکار برائے انکار کے اور کوئی کام نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُولیائے کرام کی نیاز مندی اور اُن سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۲ محرم ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ

---

[78] (الأذكار النووية، باب ما يقول إذا انفلتت دابّتُهُ، 362/1، الناشر: دار ابن كثير، دمشق – بيروت الطبعة: الثانية، 1410 هـ 1990 م)

[79] (تذکرۃ الموتیٰ والقبور، مترجم، ارواح مومنین کی خواب میں عرش تک رسائی، 81/1، مطبوعہ: جاوید پریس کراچی، سن اشاعت 1967ء مئی)